نمبر ۱۳۹ | مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۳۲ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۷ محرم ۱۳۵۱ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۱ مئی صبح کی گاڑی سے اپنے خاندان کے بعض افراد کو پہنچانے کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ وہاں سے حضور لاہور تشریف لے جائیں گے جہاں حضور کے حرم ثانی برائے علاج قیام فرما ہیں۔ خیال ہے کہ ان کا اپریشن ہوگا۔ احباب حضور کے حرم ثانی کی صحت و عافیت کے لئے خاص طور پر دُعا کریں۔ حضور نے ۲۰ مئی کے خطبہ جمعہ کے موقعہ پر اعلان فرمایا۔ کہ غالباً سات۔ آٹھ دن اس سفر میں لگیں گے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب کو حضور نے مقامی جماعت کا امیر مقرر فرمایا۔

۲۱ مئی۔ گیانی واحد حسین صاحب ڈھاباں ضلع جالندھر۔ مہاشہ محمد عمر صاحب جھنگ۔ اور ۲۲ مئی مولوی محمد سلیم صاحب دھرم کوٹ اور شیخ مبارک احمد صاحب شوور کوٹ بسلسلہ تبلیغ روانہ کئے گئے۔

فسادات جموں کا مسلم آزار فیصلہ

جموں ۲۰ مئی۔ دُنیا جانتی ہے۔ کہ ۲ نومبر ۱۹۳۱ء کو ہندوؤں نے ریاستی پولیس کی موجودگی میں بے چارے مسلمانوں پر بے حد ستم توڑے مقتول مسلمانوں میں سے پانچ کی نعشیں ملیں۔ بیسیوں مسلمان شدید طور پر زخمی ہوئے۔ قریباً ساٹھ دوکانیں لوٹ لی گئیں مسلمانوں کا مال عرصہ تک تالابوں سے برآمد کیا جاتا رہا۔ جس کے بعد بجائے اس کے کہ ہندو قاتلوں اور لوٹیروں کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا۔ الٹا کئی مسلمانوں کو دھر لیا گیا۔ مسلمانوں نے حکام کا یہ رویہ دیکھ کر کئی روز تک پولیس سے عدم تعاون کئے رکھا۔ آخر مسٹر لاتھر کے ایما پر تحقیقات شروع ہوئی۔ تو بیسیوں ہندوؤں میں سے صرف معدودے چند کو گرفتار کیا گیا۔ باقیوں کو راجہ ہری کشن کول نے گرفتاری سے بچا لیا۔ فسادات مذکور کی کارروائی کے لئے حکومت نے شیخ عبدالرشید اور لالہ شتر لال پر مشتمل ایک بنچ مقرر کیا جس نے گیارہ مسلمان اور نو ہندو ملزمین پر فرد جرم عائد کی۔ ۱۹ مئی کو فیصلہ یوں ہوا۔ کہ مسلمان ملزمین میں سے غلام محمد پہلوان اور محمد حسین کارکن جیش رضاکاران کے علاوہ باقیوں کو بری کر دیا گیا۔ ہندوؤں میں سے آٹھ صاف بری کر دیئے گئے۔

غلام محمد پہلوان اور محمد حسین کی نسبت ججوں میں باہم اختلاف تھا۔ شیخ صاحب ان کو بھی شہادت کے اختلاف کے سبب بری کرنا چاہتے تھے۔ مگر لالہ صاحب انہیں سزا دینا چاہتے تھے۔ آخر مسل عدالت ہائیکورٹ میں بھیجی گئی۔ اور ملزمین کو جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ ہندو ملزمین میں سے صرف لال سنگھ مشہور مفسد اور ڈاکو جو اس ساری آتش انگیزی کا بانی مبانی ہے اختلاف کی وجہ سے بری نہیں کیا گیا۔ اس سے نئی ضمانت طلب کی گئی۔ لیکن اس کے ادخال ضمانت سے انکار پر سابقہ ضمانت پر ہی اسے رہا کر دیا گیا۔ صدہا مسلمان فیصلہ سننے کے لئے جیل میں آئے ہوئے تھے۔ یہ جانبدارانہ فیصلہ سنکر اُن کے غم و غصہ کی انتہا نہ رہی۔ واپسی پر انہوں نے پروٹسٹ کے طور پر مکمل ہڑتال کی۔ اور دوکانیں اور کاروبار آن کی آن میں بند کر دیا گیا۔

(نامہ نگار)

اخبار احمدیہ

مجلس مشاورت ۱۹۳۲ء کی مکمل رُوئداد

جملہ جماعتوں کی اطلاع کے لئے

اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ماہ جون کے پہلے ہفتہ میں انشاء اللہ مجلس مشاورت ۱۹۳۲ء کی مکمل رُوئداد شائع ہو جائے گی۔ مجلس مشاورت کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر جماعت سے امید کی جاتی ہے کہ وُہ اس کی رپورٹ ضرور خرید کرے گی۔ اور جن جماعتوں کی طرف سے مشاورت کے موقعہ پر بطور پیشگی ایک روپیہ قیمت رپورٹ موصول نہیں ہوا۔ وہ اب اطلاع دینگی۔ تاکہ ان کے نام رپورٹ وی۔ پی کر دی جائے۔ فیصلہ جات مشاورت ۱۹۳۲ء اس سے قبل مورخہ ۲۰۔ اپریل کو جماعتوں کو بھجوائے جا چکے ہیں۔

پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

احمدیہ ہوسٹل لاہور

نظارت تعلیم و تربیت کے زیر نگرانی انجمن کی طرف سے لاہور میں اُن احمدی طلباء کی رہائش کے لئے جو یہاں کے کالجوں میں تعلیم پاتے ہوں۔ ایک ہوسٹل جاری ہے۔ جو پنجاب یونیورسٹی سے منظور شدہ ہے۔ اس میں نماز باجماعت کا پورا التزام ہے۔ صبح کو قرآن مجید اور عشاء کو کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس ہوتا ہے۔ احمدی طلباء کے اکٹھے رہنے میں جو فوائد ہیں۔ وُہ محتاج بیان نہیں۔ دوسرے ہوسٹلوں سے اخراجات بھی زیادہ نہیں۔ اس لئے میں جماعت کے اُن احباب کو جو اپنے بچوں کو لاہور کے کسی کالج میں داخل کرانا چاہتے ہوں۔ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وُہ انہیں احمدیہ ہوسٹل میں داخل کرائیں۔

اسی طرح لاہور کے کسی کالج میں داخل ہونے والے احمدی طلباء سے بھی یہ توقع ہے۔ کہ وُہ ضرور احمدیہ ہوسٹل میں داخل ہونگے ہوسٹل کے پراسپکٹس تین پیسے کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں۔

خاکسار ملک عبد الرحمٰن خادم بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل "الفیض" ۶ ملٹن روڈ متصل فرنگ لاہور۔

ضروری اعلان

علی گڑھ یونیورسٹی کے زیر اہتمام بہت بڑے پیمانہ پر کچھ عرصہ سے ایک طبیہ کالج قائم ہے۔ جس میں علوم جدیدہ کی روشنی میں طب کی اعلےٰ تعلیم کا انتظام ہے۔ اور خرچ بھی بہت کم ہے۔ پرنسپل اور ایک پروفیسر احمدی ہیں۔ جو انٹرنس اور السنہ مشرقیہ کے سند یافتہ طلباء پرنسپل طبیہ کالج علی گڑھ سے خط و کتابت کریں۔

خاکسار عبد الوہاب قادیان

ضرورت

عاجز راقم کی ایک تصنیف "آئینہ صداقت" تھی۔ جو ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ اگر کسی صاحب کے پاس ہو۔ تو عاجز کو بھیجدیں۔ قیمت دی جائے گی۔ یا چاہیں۔ تو واپس کر دی جائے گی۔ مفتی محمد صادق قادیان۔

درخواست ہائے دُعا

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیمی صحابی میاں رحیم بخش صاحب امرتسری بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

(۲) اخوند محمد افضل خانصاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخاں کی صحتیابی کے لئے جو آج کل بعارضہ دمہ بیمار ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد عثمان ڈیرہ غازیخاں

(۳) بندہ عرصہ سے ایک بیماری میں مبتلا ہے۔ اس وقت حالت نہایت نازک اور کمزور ہے۔ دعائے صحت کی درخواست کرتا ہوں۔ خاکسار م ح ا۔ سرگودہ۔ (۴) میرا لڑکا بعارضہ سل بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار کرم الٰہی احمدی۔ گوجرانوالہ۔

اعلان نکاح

(۱) ۲۶۔ اپریل ۱۹۳۲ء کو میرے لڑکے عبد العظیم کا نکاح عزیزہ تاج بی بی دختر ریاض دین صاحب سے میاں نثار احمد صاحب نے بعوض مبلغ پانصد روپیہ حق مہر پڑھا۔ اللہ تعالےٰ بابرکت کرے۔ خاکسار شیخ میر محمد نوشہرہ ککے زئیاں۔

(۲) عزیزم ملک مظفر علی خاں کا نکاح عزیزہ سلیمہ بی بی بنت شیخ عبد الکریم صاحب ریلوے ملازم مغلپورہ کے ساتھ ۵۰۰ روپے مہر پر مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے ۹۔ اپریل کو پڑھا۔ خاکسار ظفر حسن سب اسسٹنٹ سرجن فیروز پور۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے مسلمانان پونچھ کی قانونی امداد

ایک ملزم بری کر دیا گیا

مسلمانان پونچھ جو مقدمات میں گرفتار ہیں۔ ان کی قانونی امداد کے لئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے جناب چوہدری عزیز احمد صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل بی پلیڈر کو بھجوایا گیا ہے۔ جو نہایت محنت اور تندہی سے مقدمات کی پیروی کر رہے ہیں۔ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ وُہ ایک مقدمہ سرکار بنام نواب علی میں پیش ہوئے۔ ملزم کے خلاف ڈاکہ اور آتش زدگی کا الزام تھا۔ چوہدری صاحب نے نہایت قابلیت سے گواہان استغاثہ پر جرح کی۔ اور شہادت کے بعد بحث کی۔ عدالت نے بغیر فرد جرم لگائے ملزم کو بری کر دیا۔ ہم کمیٹی کی طرف سے چوہدری صاحب کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔

سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی

مختلف مقامات کے جلسے

ابراہیم والی میں جلسہ۔ غیر احمدی اصحاب کا ابراہیم والی گاؤں ریاست کپورتھلہ میں ایک جلسہ ہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے احمدیوں کو بھی تقریر کرنے کی دعوت دی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ دو مولوی فاضل اس موقعہ پر مرکز سے بھیجے جائیں گے۔ ارد گرد کے احمدی اصحاب کو اس اجتماع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

کرٹیال میں جلسہ۔ ۲۹۔ مئی ۱۹۳۲ء کو کرٹیال ضلع امرتسر میں انشاء اللہ تبلیغی جلسہ ہوگا۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری مہتمم تبلیغ اس جلسہ میں شامل ہونگے۔ علاوہ ان کے ایک مبلغ مرکز سے بھی انشاء اللہ بھجوایا جائے گا۔ تحصیل اجنالہ اور ضلع امرتسر کے انصار اللہ کو چاہیئے۔ کہ وُہ اس موقعہ پر جلسہ کامیاب بنانے کی جد و جہد کریں۔ اور غیر احمدی اصحاب کو کثرت سے اس جلسہ میں شامل کیا جائے۔ مناظرہ کا بھی امکان ہے۔

سیالکوٹ میں جلسہ۔ سیالکوٹ میں ۲-۳ جون ۱۹۳۲ء کو جلسہ ہوگا جس میں قابل لیکچرار مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ گیانی واحد حسین صاحب۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب اور ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے تشریف لے جائیں گے۔ تمام عہدہ داران تبلیغ ضلع ہذا کو چاہیئے۔ کہ وُہ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے پر زور جد و جہد کریں۔

چونڈہ میں جلسہ۔ بوجہ سیالکوٹ کے جلسہ کے ساتھ تاریخوں میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔ اب ۴۔ ۵۔ جون ۱۹۳۲ء کو چونڈہ میں جلسہ ہوگا۔ ارد گرد کے احمدی اصحاب کو اس میں شامل ہونے اور اسے کامیاب بنانے کے لئے پوری سعی کرنی چاہیئے۔ سیالکوٹ کے جلسہ پر جانے والے مبلغین انشاء اللہ اس جلسہ پر بھی جائیں گے۔

چیچاوطنی میں جلسہ۔ چیچاوطنی ضلع منٹگمری میں جو تبلیغی جلسہ ۳۔ ۴۔ ۵۔ جون ۱۹۳۲ء کو قرار پایا ہے۔ اس میں مولوی عبد الاحد صاحب ہزاروی مہتمم تبلیغ علاقہ ملتان اور مولوی علی محمد صاحب اجمیری کو پہونچ جانا چاہیئے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان۔

شیخوپورہ میں جلسہ۔ انجمن احمدیہ شیخوپورہ کا دسواں سالانہ جلسہ ۲۷۔ لغایت ۲۹ مئی ۱۹۳۲ء بالمقابل مکان چوہدری حاکم دین صاحب وکیل منعقد ہوگا۔ ضلع کی جملہ انجمنوں کے انسپکٹران اور سکرٹریان تبلیغ ضرور شرکت فرمائیں۔ بعض ضروری امور کے متعلق ان سے مشورہ کرنا ہے۔ خاکسار عطا محمد نائب مہتمم تبلیغ ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۳۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے خلاف "پیغام صلح" کی بیہودہ سرائی

مولانا میرک شاہ صاحب کی آڑ میں تحریک کشمیر کو نقصان پہنچانے کی کوشش

"پیغام صلح" کی روش

"پیغام صلح" کسی شخص کا ذاتی اخبار نہیں۔ بلکہ ایک انجمن کا اخبار ہے۔ اور اسکے ہر پرچہ کی پیشانی پر بقلم جلی یہ الفاظ لکھے جاتے ہیں "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن"۔ اس وجہ سے اس کا فرض ہے۔ کہ اس انجمن کے ارکان کی روش کا مؤید ہو۔ اور ان کے طریق عمل کے مطابق چلے۔ لیکن یا تو یہ انجمن ہی ایسے عناصر سے مرکب ہے۔ جو اپنے طور پر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے کے علاوہ اپنے "آرگن" میں بھی آپس میں دست و گریباں ہوتے رہتے ہیں۔ یا پھر "پیغام صلح" پر ایسے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ جن کی نگاہ میں اس انجمن کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ جس نے اسے جاری کیا ہوا ہے۔ اور جس کا ہزارہا روپیہ اب تک اس پر خرچ ہو چکا ہے۔ سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ "پیغام صلح" احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے معزز ارکان کے صاف اور کھلے طریق عمل کے خلاف اس بے باکی اور اس بیہودگی سے کام لے۔ جس کا ثبوت اس نے ۳ مئی کے پرچہ میں "مولانا میرک شاہ صاحب قادیانیوں کی گود میں" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کر کے دیا ہے۔

مولانا میرک شاہ صاحب پر اعتراض

اس مضمون میں مولانا میرک شاہ صاحب کو جو کشمیر کے ایک معزز اور علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے کشمیر کی موجودہ تحریک میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں شریک ہو کر ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتے ہوئے مسلمانان کشمیر کی نہایت قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں اس جرم میں ہدف ملامت بنایا گیا ہے۔ کہ وہ کیوں آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں شریک ہو کر مسلمانان ریاست کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں جبکہ اس کی زمام قیادت "میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان" کے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ ابھی پانچ چھ سال کا عرصہ ہوا۔ کابل میں نعمت اللہ خان قادیانی کی سنگساری کے موقعہ پر مولانا ممدوح نے دیگر دیوبندی حضرات کے پیش پیش تمام قادیانیوں کو مرتد قرار دیتے ہوئے ان کے رجم کئے جانے کی بزور حمایت کی تھی"۔

سیاسیات میں اتحاد عمل

یہ صحیح ہے۔ کہ قتل مرتد کے مسئلہ میں مولانا میرک شاہ صاحب اور دوسرے دیوبندیوں نے وہی روش اختیار کی جس کا "پیغام صلح" نے ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ ایک مذہبی مسئلہ ہے۔ اور مذہبی مسائل میں ہر شخص جو عقیدہ چاہے۔ رکھ سکتا ہے۔ اور جب چاہے۔ اس کا اظہار کر سکتا ہے۔ لیکن مولانا میرک شاہ صاحب اور دوسرے دیوبندی اصحاب نے عقائد کے اختلاف کی وجہ سے متفقہ سیاسی معاملات میں مسلمانوں کے اتحاد کو کبھی ناجائز قرار نہیں دیا۔ بلکہ ان کے عمل سے یہی ثابت ہے۔ کہ سیاسی معاملات میں انہوں نے نہ صرف مسلمان کہلانے والے مختلف فرقوں سے اشتراک عمل کیا۔ بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ مل کر بھی کام کیا۔ چنانچہ مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی گاندھی جی کے شریک کار اور علی برادران ان کے مددگار رہ چکے ہیں۔ مولانا کفایت اللہ اور مولانا حسین احمد اب بھی کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ان کے نزدیک سیاسیات میں مذہب و ملت کا اختلاف اشتراک عمل سے نہیں روکتا۔ تحریک کشمیر کے سلسلہ میں خواجہ حسن نظامی صاحب۔ اور مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی۔ اور دیگر اصحاب کے ساتھ مولانا میرک شاہ صاحب کشمیر کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔ ایسی حالت میں ان کی شرکت پر اعتراض کرنا۔ اور "پیغام صلح" کا یہ لکھنا کہ "مولانا میرک شاہ قادیانیوں کی گود میں بیٹھے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں"۔ حد درجہ کی شرارت نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ اور اس کی غرض سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ کشمیر کے مظلوم اور بے کس مسلمانوں کی حمایت میں مختلف فرقوں کے معزز مسلمانوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں شریک ہو کر جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور دے رہے ہیں۔ انہیں نقصان پہنچایا جائے۔

"پیغام" اپنی انجمن کے معزز ارکان کے خلاف

"پیغام صلح" کو یہ اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی جس کی "زمام قیادت" "میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان" کے ہاتھ میں ہے۔ اس میں "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" کے بعض معزز ارکان بھی شریک ہیں۔ اور یہ وہی انجمن ہے جس کا "پیغام صلح" "آرگن" کہلاتا ہے۔ پھر آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں مولانا میرک شاہ صاحب کی شرکت پر اس لئے اعتراض کرنا کہ وہ جماعت احمدیہ سے مذہبی اختلاف رکھتے ہیں۔ اور ان کے خلاف بے ہودہ سرائی کرتے ہوئے یہ لکھنا کہ "بعض سنہری و روپہلی مصلحتوں نے مولانا میرک شاہ کو احراری کی بجائے قادیان سے تعلق جوڑنے اور اپنے متاع ایمان کو ثمن قلیل کے عوض میں فروخت کرنے پر مجبور کیا"۔ بتاتا ہے۔ کہ "پیغام صلح" اپنی انجمن کے معزز ارکان کو بھی بالواسطہ ہدف بنا رہا ہے۔ اور ان کی ان کوششوں پر پانی پھیر رہا ہے۔ جو انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ممبر ہونے کی وجہ سے مسلمانان کشمیر کے لئے کی ہیں

"پیغام" کی فتنہ پردازی

جب "پیغام صلح" شرارت پر آمادہ ہو کر اپنی انجمن کے معزز ارکان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ تو اس سے یہ توقع رکھنا۔ کہ وہ کسی اور کے متعلق انسانیت اور شرافت سے کام لے گا۔ بالکل فضول ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ "پیغام" نے مولانا میرک شاہ صاحب کی آڑ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے خلاف اس وقت فتنہ پردازی شروع کی جبکہ مسلمانان کشمیر جبر و تشدد کے مقابلہ میں نہایت ہی قابل تعریف جانی۔ اور مالی قربانیاں کرنے کے بعد کامیابی کے قریب پہنچ رہے ہیں۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی ان کی کامیابی کو قریب تر کرنے اور یقینی بنانے کے لئے نہایت سرگرمی سے جد و جہد کر رہی ہے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات

تحریک کشمیر کے سلسلہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے جس دانائی اور تدبر سے کام کیا ہے۔ اور اس کے معزز ارکان نے اپنے صدر کی راہنمائی میں۔ اور ان کے ساتھ مخلصانہ تعاون کر کے جو نہایت ہی مشکل اور پیچیدہ حالات میں جد و جہد کی ہے۔ اور اس وقت تک اس کے جو نتائج مرتب ہو چکے ہیں۔ انہیں دیکھتے ہوئے کشمیر کے مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں سے ہمدردی رکھنے والے ہر ایک مسلمان کا سر ان کے لئے جذبہ شکر گزاری سے جھکا ہوا ہے۔ اور مسلمانان کشمیر جو نہایت ہی خطرناک آلام و مصائب کے طوفان میں سے گزرے ہیں۔ اور جن کی مظلومیت اور بے کسی انتہائی حد کو پہنچی ہوئی تھی۔ خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے ان کی کس قدر امداد کی ہے۔ ان کے لئے کس قدر جانی اور مالی قربانیاں کی ہیں۔ ان کے دکھ درد میں شریک ہونے کی کیسی بے مثال کوششیں کی ہیں۔ اور انہیں غلامی اور بے کسی سے نجات دلانے کے لئے

کس قدر سرگرمی سے مصروف عمل ہے۔ ان حالات میں اگر "پیغام صلح" بذات خود ان کی حمایت اور تائید میں کچھ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو کم از کم اسے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے راستہ میں روڑا تو نہیں بننا چاہیئے تھا۔ اور اس کی جد وجہد کو نقصان پہونچانے کی کوشش تو نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ اسکی زندگی کا سہارا انجمن اشاعت اسلام لاہور کے معزز ارکان بھی کشمیر کمیٹی میں شریک ہیں۔ لیکن افسوس کہ وہ نیش زنی سے باز نہ رہ سکا۔ اور اس نے شرمناک فتنہ انگیزی سے کام لیتے ہوئے اپنا سارا زور مخالفت میں صرف کر دیا۔

احراریوں کی حمایت

انتہا یہ کہ "پیغام" کشمیر کے متعلق احراریوں کی سخت نقصان رساں روش کا حامی بن کر نمودار ہو گیا۔ حالانکہ یہ وہی احراری ہیں جن کے طرز عمل اور جن کی شرارتوں کے خلاف وہ چند روز ہی قبل نہایت غیظ وغضب اور رنج وغصہ کا اظہار کرتا رہا ہے اور اس کے مقابلہ میں اپنی انجمن کے ارکان کی ان خدمات کو فخریہ پیش کر چکا ہے۔ جو انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ممبر ہونے کے باعث کشمیر کمیٹی کی طرف سے کیں۔

پیغام کے سابقہ بیان

چنانچہ "پیغام صلح" نے اپنے ۱۹-اکتوبر ۱۹۳۱ء کے پرچہ میں "مولانا محمد یعقوب خاں صاحب کشمیر میں" کے عنوان سے لکھا۔

"قارئین کرام کے لئے یہ سُننا باعث مسرت ہوگا۔ کہ جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ ۱۴-اکتوبر ۱۹۳۱ء کو کشمیر کمیٹی کی طرف سے سری نگر تشریف لے گئے ہیں۔ تا کہ مسلمانوں کے جو مطالبات ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب کی خدمت میں پیش ہونے والے ہیں۔ ان میں حصہ لے سکیں۔ سری نگر پہونچنے کے بعد مولانا ممدوح نے حسب ذیل تار ارسال فرمایا ہے۔

"سری نگر ۱۷-اکتوبر ۱۹۳۱ء۔ پبلک کی طرف سے نہایت گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا۔ حکومت نے اپنا مہمان بنانا چاہا۔ لیکن ہم نے پبلک کی مہمانی قبول کی۔ مطالبات دوشنبہ کو پیش ہونگے"

قارئین کرام سے استدعا ہے۔ کہ مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ کہ ان کے مطالبات کے پورا ہونے میں کوئی دقت حائل نہ ہو"

اسی سلسلہ میں "پیغام" نے ۲۹-نومبر ۱۹۳۱ء کے پرچہ میں لکھا۔

"قبل ازیں یہ خبر قارئین کرام تک پہونچائی جا چکی ہے۔ کہ مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے مسلمانان کشمیر کے مطالبات پیش کرنے کے لئے بطور نمائندہ کشمیر بھیجا گیا۔ مولانا ممدوح وہاں چند دن تک رہے اور کشمیری مسلمانوں کی حالت کو جو موجودہ دور استبداد میں پیدا ہو چکی ہے۔ آنکھوں سے مشاہدہ کیا"

کیا یہ تعجب اور حیرت کا مقام نہیں ہے۔ کہ وہی "پیغام صلح" جس نے مولانا یعقوب خاں صاحب کے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے کشمیر تشریف لے جانے کا اس طرح اعلان کیا۔ اور جس نے کشمیر کے مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں کے مطالبات پورے ہونے کے لئے "درد دل سے دعا" کرنے کی تحریک کی تھی۔ وہ آج جبکہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مساعی سے مطالبات پورے ہونے کا وقت بالکل قریب آ چکا ہے۔ کشمیر کمیٹی کے خلاف بیہودہ سرائی پر اتر آیا ہے اور احراریوں کا یہ زنگ آلود اور ناکام حربہ لے کر کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی قادیانیوں کی کمیٹی ہے۔ مولانا میرک شاہ صاحب کو مخاطب کر کے لکھ رہا ہے۔ کہ:-

"اگر نرا کشمیر کا معاملہ ہی پیش نظر ہوتا۔ تو وہ مجلس احرار کے ساتھ شامل ہو کر کام کر سکتے تھے۔ جنہوں نے قادیانیوں سے بڑھ کر قربانیاں کی ہیں"

"پیغام" کو اگر کچھ بھی غور و فکر سے حصہ ملا ہوتا۔ تو اس کے لئے یہ سمجھنا کچھ مشکل نہ تھا۔ کہ جب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب۔ اور ان کے علاوہ "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کے معزز ارکان جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور مولانا عصمت اللہ صاحب نے بھی کشمیر کے معاملہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں شرکت اختیار کی۔ اور مسلمانان کشمیر کی مظلومیت کو دور کرنے کے لئے یہی ضروری سمجھا تو مولانا میرک شاہ صاحب کی آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں شرکت کیوں "نرا کشمیر کا معاملہ پیش نظر" ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔ اور "پیغام" کیوں احراریوں کے ساتھ ان کا شامل ہونا ضروری بتا رہا ہے لیکن "پیغام" کی غرض چونکہ محض فتنہ انگیزی اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو نقصان پہونچانا ہے۔ اس لئے اس نے ان سب باتوں کو نظر انداز کر کے ایک طرف تو مولانا میرک شاہ صاحب کو اپنی بیہودہ گوئی کا ہدف بنا لیا۔ اور دوسری طرف احراریوں کی حمایت کرنا ضروری سمجھا۔

مگرمچھ کے سے آنسو

حالانکہ احراریوں نے کشمیر کی تحریک کو اڈا بنا کر محض ذاتی منافع کے لئے جو فتنہ انگیزی کی۔ جماعت احمدیہ کو جن تکالیف میں مبتلا کیا۔ اور مسلمانان کشمیر کو جو نقصانات پہونچائے۔ ان پر خود "پیغام" آنسو بہا چکا ہے۔ معلوم ہوتا ہے "پیغام" کے وہ آنسو مگرمچھ کے آنسوؤں سے زیادہ حقیقت نہ رکھتے تھے۔ ورنہ فی الاصل وہ احراریوں کی تمام شرارتوں اور فتنہ پردازیوں کا جو انہوں نے مسلمانان کشمیر کو نقصان پہنچانے مسلمانان ہند میں تفرقہ پیدا کرنے۔ اور احمدیوں کو دکھ دینے اور ستانے کے لئے کیں۔ ان میں وہ ان کا دل وجان سے حامی اور مددگار تھا۔ اس کے متعلق کسی قدر تفصیل سے ہم انشاء اللہ اگلے پرچہ میں لکھیں گے اور بتائیں گے۔ کہ "پیغام صلح" آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی کھلم کھلا مخالفت کر کے مسلمانان کشمیر کے مفاد کو نقصان پہنچانے اور احراریوں کی خدمات کی داد دینے سے قبل ان کے متعلق کیا کچھ لکھ چکا ہے۔

سر فضل حسین کا قائم مقام کون ہوگا

سر فضل حسین صاحب کے رخصت حاصل کرنے کے سلسلہ میں قیاس کیا گیا تھا۔ کہ ان کی جگہ وائسرائے کی اگزکٹو کونسل میں نواب صاحب چھتاری کو مقرر کیا جائیگا۔ لیکن شملہ کی تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ اس قیاس آرائی کی کوئی تصدیق نہیں ہوئی۔ اس کے برعکس معتبر ذریعے سے یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ گول میز کانفرنس کے ایک رکن اور مشہور پنجابی مسلمان کا انتخاب عمل میں آئیگا۔ اس کے ساتھ ہی ایسوسی ایٹڈ پریس کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ مسلم حلقوں میں گول میز کانفرنس کے مندوب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کا نام لیا جاتا ہے۔ جو اس وقت مقدمہ سازش دہلی میں سرکاری وکیل کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

جناب چوہدری صاحب کی قابلیت۔ معاملہ فہمی۔ خوش بیانی اور زور تقریر کا حکومت کافی تجربہ کر چکی ہے۔ اور خاص کر گول میز کانفرنس کے مباحثات میں جناب موصوف ثابت کر چکے ہیں۔ کہ وہ نوجوان جنہیں ملکی نظم ونسق کی اہم ذمہ داریاں پورے طور پر اپنے کندھوں پر اٹھانی چاہئیں ان میں سب سے اول درجہ پر جناب چوہدری صاحب ہیں۔ حکومت ہند اگر سر فضل حسین صاحب کی جگہ عارضی طور پر انہیں اگزکٹو کونسل کا رکن منتخب کریگی تو اپنی دانشمندی اور مردم شناسی کا ثبوت دیگی۔ اور ایک ایسے انسان کی قابلیت سے فائدہ اٹھائیگی۔ جو خدا کے فضل سے خاص امتیاز حاصل کر چکا ہے۔

بھوپال کے خلاف ہندوؤں کی شورش

وہی ہندو جو انگریزوں سے کامل آزادی کا مطالبہ کرنے اور اس کے لئے خلاف قانون اور خلاف امن افعال کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ خود اتنا بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ جو لوگ ان کے جبر وتشدد کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ وہ بال بھر بھی ان کے پنجے سے نکل سکیں یہ لوگ اچھوتوں کے ساتھ سینکڑوں سالوں سے جو شرمناک سلوک کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور اب بھی اسے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اسے ایک طرف رکھنے سے اور اچھوتوں کے سیاسی حقوق کی جس زور شور سے مخالفت کر رہے ہیں اسے دوسری طرف رکھنے سے ہماری بات کی پوری پوری تصدیق ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ مسلمانان کشمیر کی اس آواز کو بے اثر بنانے کے لئے جو انہوں نے ایک لمبے عرصہ کے ظلم وستم کے بعد محض ابتدائی انسانی حقوق حاصل کرنے کے لئے بلند کی ہے۔ اور جس کے لئے وہ نہایت شاندار قربانیاں پیش کر چکے ہیں ہندوؤں نے اور چالبازیوں کے علاوہ یہ ڈھنگ بھی اختیار کر لیا ہے کہ مسلمان والیان ریاست کے خلاف شورش پیدا کی جائے۔ چنانچہ آج کل ہندوؤں کی سب سے زیادہ توجہ بھوپال کی طرف ہو رہی ہے۔ جس کا پول [illegible] خصوصیت سے ان الفاظ میں کھولا ہے کہ۔

"ریاست بھوپال کے خلاف موجودہ شورش کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندو ایک مسلم ریاست (کشمیر) کے ہندو حکمران کی مشکلات کا انتقام ایک ہندو ریاست

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حدیث کسوف و خسوف کے متعلق بے بنیاد خیال کا ازالہ

امام مہدی کے زمانہ کے متعلق اس حدیث میں جس عظیم الشان نشان کا ذکر ہے۔ اور جو واقع ہو چکا ہے۔ اس کا انکار کرتے ہوئے ایک بات یہ پیش کی جاتی ہے۔ کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن اور سورج گرہن ہوگا۔ لیکن یہ خیال علم ہیئت قانون قدرت اور سنت اللہ کے صریح خلاف ہے۔ اور جب سے نظام شمسی خدا نے جاری کیا۔ جبھی سے ان تاریخوں میں یہ گرہن کبھی نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خسوف و کسوف کے معنی یہ ہیں۔ کہ سورج اور زمین کے درمیان چاند یا سورج و چاند کے درمیان زمین حائل ہو جائے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ حائلیت سوائے مخصوص اور مقررہ تاریخوں کے ہرگز نہیں ہو سکتی اور یہ خیال کہ خدا تعالےٰ ایسا کرنے پر قادر ہے۔ محض بے جا ہے۔ کیونکہ یہاں قدرت الٰہی پر بحث نہیں۔ بلکہ صرف یہ سوال ہے۔ کہ ایسا ہونا اس کے مقرر کردہ قانون اور سنت جاریہ کے مطابق ہے یا نہیں محض اُس کی قدرت کے خیال سے اسے مان لینا ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ فلاں ملک میں درختوں سے انسان اور انسانوں میں سے درخت پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔ اور جب اس کی تکذیب کی جائے تو وہ کہے۔ کہ دیکھو تم قدرت الٰہی سے منکر ہو۔ کیا وہ حق بجانب ہوگا اسی طرح یہ کہنا۔ کہ کسی آئندہ زمانے میں جبکہ دنیا بھی بدستور قائم ہوگی موجودہ نظام اور سنت اللہ بدل جائیگی محض بے اصل دعویٰ ہے

نظام شمسی کے متعلق قول الٰہی

نظام شمسی کے متعلق علاوہ فعل الٰہی یعنے قانون قدرت کے قول الٰہی یعنے قرآن مجید بھی شہادت دیتا ہے۔ کہ سورج و چاند کی موجودہ منزلیں اور ان کے دور خدا کے مقرر کردہ ہیں۔ جس میں ذرہ بھی تبدیلی ممکن نہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ والشمس تجری لمستقر لها ذالك تقدير العزيز العليم والقمر قدرناه منازل حتى عاد كالعرجون القديم لا الشمس ينبغي لها ان تدرك القمر ولا الليل سابق النهار وكل في فلك يسبحون (سورۃ یٰس ع ۳)

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ سورج اور چاند کی منزلیں یعنے ان کے موجودہ دورے خدائے غالب نے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جنہیں کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور نہ یہ خود بدل سکتے ہیں۔ لا الشمس ينبغي لها ان تدرك القمر۔

پس جبکہ آج تک قانون قدرت۔ علم ہیئت۔ اور سنت اللہ[1] یہی بتاتے ہیں۔ کہ ان کے دورے برابر اسی انداز سے چلے آتے ہیں۔ اور خدا کا قول گواہی دیتا ہے۔ کہ اس نے خود ایسا مقرر کر دیا ہوا ہے۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولن تجد لسنة الله تبديلا اور ولن تجد لسنة الله تحويلا۔ تو اب کیونکر ممکن ہے۔ کہ ایک ظن فاسد اور قیاس باطل کی بناء پر یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ پہلی تاریخ کو چاند گرہن اور پندرہ کو سورج گرہن ہو جائیگا۔ اگر گرہن کی کیفیت اور ماہیت پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جس مخصوص حالت کا نام گرہن ہے۔ وہ صرف مقرر کردہ تاریخوں میں ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ ان سے آگے پیچھے ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور جس طرح دو اور دو پانچ نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن نہیں ہو سکتا یہ تو ایک خدا کا مقرر کردہ نظام ہے۔ جو تبھی درہم برہم ہو سکتا ہے۔ جب قیامت برپا ہو جائے۔ اور موجودہ نظام بدل جائے۔

قمر اور ہلال کی تشریح

بفرض محال اگر پہلی ہی تاریخ کو چاند گرہن ہونا ہوتا۔ تو پھر ينكسف القمر کی بجائے ينكسف الهلال چاہیئے تھا۔ کیونکہ مہینے کی پہلی تاریخ کے چاند کا نام باتفاق اہل زبان ہلال ہے۔ نہ کہ قمر ؂

ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ مخصوص طور پر پہلی رات کے چاند کو عربی زبان میں قمر نہیں کہتے۔ بلکہ ہلال کہتے ہیں یعنی اگر خلاف سنت اللہ مہینے کی پہلی تاریخ کو ہلال کو گرہن لگنا بیان بھی کرنا ہو۔ تو خسف القمر ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ خسف الهلال ہی کہا جائیگا۔ اگر کوئی ہمارے اس دعویٰ کو توڑ دے یعنی مخصوص اور معین طور پر پہلی رات کے چاند کے لئے۔ قرآن۔ حدیث اور قدیم و جدید عربی نظم و نثر میں سے قمر کا لفظ دکھا دے۔ تو مستحق انعام ہے۔ جو ہمارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عربی کتاب نور الحق حصہ دوم صلا میں آج سے کئی سال پہلے مقرر کر رکھا ہے۔ یعنی ایک ہزار روپیہ۔ گو اس انعامی اعلان کو قریباً چالیس سال گزر چکنے کے باوجود کوئی مرد میدان نہیں نکلا۔ جو اس کے لینے کا مستحق ہوتا۔ لیکن اگر آپ ہی یہ ہمت کر دکھائیں۔ تو ہم یہ انعام اب بھی دینے کو تیار ہیں ؂

پس یہ قطعاً جائز نہیں۔ کہ پہلی رات کے چاند کو قمر یا بدر کہدیں۔ کبھی کسی عربی نے خواہ وہ مسلمان ہو۔ یا غیر مسلم ایسا استعمال نہیں کیا۔ تو کیونکر ممکن تھا۔ کہ ابلغ البلغاء و افصح الفصحاء یعنی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلال کے بجائے قمر بولتے حاشا وکلا ؂

عربی لغات کے حوالے

علاوہ ازیں تمام عربی لغات میں اس کی تصریح موجود ہے۔ کہ تین اور بعض کے نزدیک سات تاریخ کے بعد اس جرم فلکی اور کرہ آسمانی کا نام قمر ہوتا ہے۔ اس سے قبل اسے ہلال کہتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل حوالجات

(۱) القمر بعد ثلاث ليال الى آخر الشهر سمّي قمر لبياضه (صحاح جوہری) (۲) القمر يقال عند الامتلاء وذلك بعد الثلاثة قال هو الذي جعل الشمس ضياء والقمر نورا قال والقمر قدرناه منازل وانشق القمر والقمر اذا تلاها (مفردات راغب) (۳) قمر بالتحريك وهو بعد ثلاث ليال الى آخر الشهر وقبل الثلاث هلال (صراح) (۴) يسمى هلالاً لليلتين اولى ثلاث اولى سبع (اقرب) ان کے علاوہ لسان العرب۔ تاج العروس اور قاموس وغیرہ کتب لغات میں یہی تصریح موجود ہے۔ کہ قمر تین یا سات تاریخ کے بعد نام ہوتا ہے۔ پہلے اس کا نام ہلال ہوتا ہے اور امام راغب نے کہ جو لغات قرآن میں ماہر ترین علامہ ہیں۔ اس ثبوت میں قرآن مجید کی چار آیات پیش کی ہیں۔ کہ ان میں تین تاریخ کے بعد ہی سے اس کا نام قمر رکھا گیا ہے۔ دیکھئے علامہ موصوف کس طرح آپ کی مخالفت اور تردید کر رہے ہیں۔ شاید مِنْ رَمَضَانَ کے الفاظ سے آپ کو دھوکا ہوا ہے۔ تو اس کے لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر اس کے معنی یہ کئے جائیں۔ کہ "رمضان کی"۔ تو اس صورت میں بھی معنے یہ بنیں گے۔ کہ چاند کو جب کہ وہ قمر کے نام سے موسوم ہو چکا ہوگا۔ پہلی رات کو گرہن ہوگا۔ اب ظاہر ہے۔ کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو تو چاند کا نام قمر ہوتا ہی نہیں (کما مرّ آنفاً) پس لازماً یہ کوئی ایسی پہلی تاریخ ہے۔ کہ جب اس کا نام قمر ہو چکا ہوگا ؂

اسی طرح محض قمر کے بعد کی پہلی تاریخ یعنی چوتھی یا آٹھویں رات بھی مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان تاریخوں میں قانون قدرت اور سنت اللہ نے گرہن لگنا مقرر ہی نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ خود فرما چکا ہے۔ کہ چاند اور سورج کی منزلیں ہم نے مقرر کر رکھی ہیں۔ اور اس کا قول ولن تجد لسنة الله تبديلا اور ولن تجد لسنة الله تحويلا۔ اور اس کا فعل یعنے تجربہ ازلیہ بشاہد اور گزشتہ تاریخ عالم اس قانون الٰہی کو اٹل غیر متبدل اور قطعی قرار دے رہے ہیں۔ پس جس طرح مخالف محاورہ زبان عربی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہلال کا نام قمر نہیں رکھ سکتے تھے۔ اسی طرح خلاف قانون الٰہی خسوف و کسوف کی تاریخیں بھی بدل نہ سکتے تھے۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ پہلی رات سے مراد وہ رات ہے۔ جو خسوف کی راتوں میں سے پہلی ہے۔ اور وہ تیرہ تاریخ کی رات ہے۔ کیونکہ تیرہ۔ چودہ پندرہ تاریخیں ازل سے خسوف کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔

(دیکھو امام ابن تیمیہ کی کتاب العقل والنقل ص ۲۴۶ و حج الکرامہ ص ۳۴۴)

[1] حضرت امام علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ هذا الذي اجرى الله به عادته في حركات الشمس والقمر کہ سورج گرہن آخری حصہ ماہ میں ہوتا ہے۔ اور چاند گرہن تیرھویں۔ چودھویں اور پندرھویں کو ... اور سنت اللہ سورج و چاند کی حرکات کے متعلق ہمیشہ سے جاری ہے (العقل والنقل ص ۲۴۶)

اب یہ کہ وہ تیرہ تاریخ کی رات جو خسوف کی راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ کس مہینے کی رات ہوگی۔ تو فرمایا۔ من رمضان یعنے وہ ماہ رمضان کی رات ہوگی۔ اسی پر خسوف کو بھی قیاس فرمالیں۔ اور اگر من رمضان کے معنے یہ کریں۔ کہ "رمضان سے" (کیونکہ من کے معنے عموماً "سے" ہی کے ہوتے ہیں) تو پھر بھی مطلب صاف ہے۔ کہ وہ رات خسوف کی ماہ رمضان کی راتوں (میں) سے ہوگی (علاوہ ازیں زبان عربی میں من بمعنی فی بھی استعمال ہوتا ہے۔) اس صورت میں معنے یہ ہوں گے۔ کہ وہ رات جو خسوف کی راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ ماہ رمضان میں آئیگی۔ مزید برآں یہ کہ جب لفظ قمر اور قانون قدرت اور سنت اللہ ماہ رمضان کی پہلی رات مراد لینے سے سیف برہنہ لیکر روک رہے ہیں۔ تو پھر کیا مصیبت پڑی ہے۔ کہ ضرور یہی مراد لی جائے۔

خسوف کی راتوں میں سے پہلی رات

اگر یہ کہا جائے۔ کہ خسوف کی راتوں میں سے (پہلی رات) کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ یہ عقل سلیم اور قرائن تو یہ (جن کا کچھ ذکر اوپر گذر چکا ہے) صاف ظاہر کر رہے ہیں۔ اور یہ عبارت اپنے مفہوم کے لحاظ سے یوں ہے۔ ینکسف القمر لاول لیلۃ من لیالی الخسوف فی رمضان۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جس طرح ایک شخص یہ کہے "فلاں جوان عورت پہلی ہی رات میں حاملہ ہو گئی تھی"۔ کیا اس سے یہ مراد ہوگی۔ کہ پیدائش کے بعد جو پہلی رات اس پر آئی۔ اسی میں حاملہ ہوگئی تھی ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر دانا اور فہیم انسان یہی سمجھے گا۔ کہ خاوند کے پاس جانے کی راتوں میں سے پہلی رات مراد ہے۔ اب گو "خاوند کے پاس جانے کی راتوں میں سے" کے الفاظ اصل فقرہ میں موجود نہیں ہیں۔ مگر عقل۔ فہم۔ علم اور تجربہ انسانی سے یہ الفاظ ماننا پڑتے ہیں۔ جن پر لفظ "جوان" بھی صاف دلالت کر رہا ہے۔ کیونکہ پیدائش کے بعد والی پہلی رات میں کسی کو "جوان" کہہ ہی نہیں سکتے۔

پھر اس حدیث کے یہ معنے ہم ہی نہیں کر رہے۔ بلکہ اس کے وقوع و ظہور سے بہت پہلے ایک نہایت مشہور و معروف محدث یعنی جناب حافظ محمد صاحب مرحوم لکھوکے والے نے بھی یہی کئے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں ؎

تیرھویں چن ستیھویں سورج گرہن ہوسی اس سالے
اندر ماہ رمضانے لکھیا ہک روائت والے (احوال الآخرت)

اسی طرح مولوی محمد رمضان صاحب جو حنفیوں کے بڑے معتبر عالم اور بزرگ تھے۔ اور حج کو جاتے ہوئے بوہروں کے ہاتھ سے شہید ہوگئے تھے۔ فرماتے ہیں ؎

کہیں ہیں کہ اس سال رمضان میں ۔ سورج چاند کی گہن دو ہوسیں
اس کا گہن ہو ۔ ستائیسویں گہن سورج کا ہے

(منقول از عسل مصفیٰ حصہ دوم ص ۳۴۳)

اس میں سورج گرہن بجائے اٹھائیس کے ستائیس لکھدیا گیا ہے۔ جو سہو کاتب یا خطا و نسیان بشری کا نتیجہ ہے۔ بہر حال یہ حدیث کا مطلب اور مفہوم سمجھنے میں کامیاب رہے ہیں۔ کہ رمضان کی پہلی اور پندرھویں تاریخیں مراد نہیں ہیں۔

پہلی رات کے چاند کو گرہن نہیں ہو سکتا

علاوہ ازیں رمضان کی پہلی رات کا چاند مراد لینے پر یہ نہایت ہی وزنی وقیح اور چبھتا ہوا اعتراض پڑتا ہے۔ کہ وہ تو بغیر گرہن کے بھی اکثر نظر نہیں آیا کرتا۔ اس لئے ہمیشہ عیدوں پر اختلاف ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن جب اس ننھے سے چاند کو گرہن بھی لگ جائے اور وہ بھی پورا (کیونکہ ینکسف القمر کے الفاظ ظاہراً سارے ہی چاند کو خسوف پر حاوی ہیں۔) تو پھر اس کا نظر آنا بالکل ہی ناممکن ہے۔ اور اگر بالفرض سارے قمر کو نہ لگے۔ بلکہ ایک حصے ہی کو لگ جائے۔ جب بھی وہ بے چارہ سارا ہی گہن جائیگا۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی چاند کا ایک حصہ ہے۔ اس حالت میں اسے کون دیکھیگا۔ اور وہ نشان کیا ٹھہرا۔ جو کسی کو نظر ہی نہ آیا۔ پھر جب وہ نظر ہی نہ آئیگا۔ تو اس دن تو روزہ ہی فرض نہ ہوگا۔ اس وجہ سے۔ وہ رمضان کی راتوں میں شمار ہی نہ ہوگی۔

کہا گیا ہے۔ کہ پہلے تو چاند سارا نمودار ہوگا۔ پھر کچھ وقت تک گرہن کے اندر رہیگا۔ اور کچھ عرصہ (دس پندرہ منٹ تک ایسا ہی) رہ کر نمودار ہو جائیگا۔ اور لوگ اس کے کسوف کا یقین کر جائینگے (انتہا ملخصاً)

یہ مختلف توجیہات اس اضطراب گھبراہٹ اور بے چینی پر کھلی کھلی شہادت ہیں۔ جو خلاف سنت اللہ گرہن مراد لینے کی وجہ سے طاری ہوتی ہیں۔ بھلا کس آیت یا حدیث سے یہ طریق استنباط کیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ اس صورت میں کیا جواب ہوگا؟ اور پھر یہ کہ جب اس کے نمودار ہونے پر دنیا دیکھ لے گی۔ تو پھر لوگ اپنے کاروبار۔ مثلاً روزے۔ سحری اور تراویح وغیرہ کے انتظام یا اور کاموں میں مشغول ہو جائیں گے۔ کیونکہ عموماً چاند نظر پڑنے پر ایک دفعہ دیکھ لینا ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا۔ کہ پھر لوگ چھتوں پر چڑھ کر دیکھتے ہی رہیں۔ اس صورت میں تو لوگ گرہن دیکھ ہی نہ سکیں گے۔ جب چند منٹ کے بعد وہ دور ہو جائیگا۔ تو پھر اگر کسی نے چاند کی طرف دیکھا بھی تو روشن ہی نظر آئیگا۔ اور اگر کسی کی نظر اس حالت میں اتفاقاً اس پر پڑ بھی گئی۔ تو کیا اس کو یہ شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ کسی درخت کی اوٹ میں آگیا ہوگا۔ خصوصاً جبکہ پھر نظر آنے لگ جائے۔ تو اس کا شبہ اور بھی قوی ہو جائیگا۔ اور اگر کسی کا خیال بصد مشکل اس طرف بھی چلا گیا کہ یہ گرہن تھا۔ تو دوسرے تمام لوگ اس کی بات پر کیسے یقین کریں گے۔ ان کو تو شبہ بھی پیدا نہ ہوگا۔

معلوم ہوتا ہے۔ معترض نے یہ تصور کر رکھا ہے۔ کہ اس دن پہلے سے تمام دنیا تیار بیٹھی ہوگی۔ اور لوگ مکانوں کی چھتوں پر بیٹھے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ ان کو یہ بھی علم ہوگا۔ کہ یہ گرہن کہ جو آج امام مہدی کا نشان ٹھہرے گا صرف چند منٹوں کا [illegible] ہوگا اس لئے تمام کاروبار بند کر کے خاص اہتمام کے ساتھ [illegible] چاہیئے۔ مگر یہ سب خیالی باتیں ہیں۔ جنکی کوئی بنیاد نہیں۔

افسوس کہ اس عظیم الشان نشان کی صورتیں۔ کہ جو ابتدا آفرینش سے لیکر کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ اور ایک عالم اسلام کی انتظار میں آنکھیں مل مل کر آسمان کی طرف تکتا اور [illegible] ایسی ایسی بیان کی جا رہی ہیں۔ کہ جو سخت مضحکہ خیز اور محض [illegible] تسلیاں ہیں۔

کہا گیا ہے۔ کہ بر سر شام عام خلقت دیکھ سکے گی [illegible] میں نے عرض کر دیا ہے۔ کہ اس وقت دن کی روشنی کی وجہ سے [illegible] کی توجہ اس طرف پھر ہی نہیں سکتی۔ کہ گرہن لگ گیا ہے۔ [illegible] اس وقت چاند کی کوئی خاص روشنی ہوتی ہی نہیں۔ جس کے [illegible] ہو جانے پر لوگ متحیر ہو کر سوچنے لگیں۔ کہ اندھیرا کیوں ہو گیا [illegible] کسوف کی عجیب وغریب اور ایسی حالت بیان کرنے [illegible] کو خود خدشہ پیدا ہوا ہے۔ کہ اس صورت میں عام لوگوں کو [illegible] آنا محال ہے۔ اس وجہ سے کہا گیا ہے۔ کہ

"دو چار معتبر آدمی گواہی دیدیں گے۔ تو رؤیت کسوف [illegible] تصدیق ہو جائیگی"۔ مگر ایسا خارق عادت امر کہ جو خلاف ہے [illegible] قدرت کے اور منافی ہے خدا کی سنت ازلیہ کے۔ اور صریح متضاد ہے [illegible] سلیم وعلم ہیئت کے۔ اس کی تصدیق صرف دو آدمیوں کے کہنے [illegible] کیونکر ہو جائیگی۔ شق القمر پر تو لوگوں کو اعتبار نہ آیا۔ جسکی [illegible] صادق ومصدوق (فداہ جہاں) دشمن و دوست کے مسلم راستباز [illegible] رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی باتوں پر دنیا کو یقین نہ آیا [illegible] لیکن اس وقت اس ناقابل قبول گواہی کو صرف دو چار آدمیوں کے کہنے پر یقین آجائیگا۔ یہ ناممکن اور قطعاً ناممکن ہے۔

ہلال پر قمر کے اطلاق کا امکان عمومیت کے رنگ میں الحکم للاکثر کے ماتحت تو مانا جا سکتا ہے لیکن خصوصیت سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا اطلاق ہرگز جائز نہیں۔ یہ [illegible] محاورہ زبان ہے۔ جس سے کسی اہل زبان کو انکار نہیں

(خاکسار تاج الدین۔ لائل پوری)

حدیث یتزوج ویولد له

ہمارے بعض مخالفین یہ بھی کہا کرتے ہیں۔ کہ حدیث یتزوج ویولد لہ جو مسیح موعود کے متعلق آئی ہے ضعیف ہے۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا جاتا۔ کم از کم اس محدث کا نام ہی بتا دیا جائے۔ جس نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ پھر جبکہ یہ حدیث پوری ہو چکی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کے بعد نکاح کیا۔ جس سے اولاد بھی ہوئی۔ تو اب اسے [illegible]

تحقیق الادیان

کیا کفّارہ پر ایمان لاکر مقررہ سزا سے نجات مل سکتی ہے؟

آدم و حوا کو سزا

مسیحیت کا مدار جن معتقدات پر ہے۔ ان میں سے ایک اہم عقیدہ کفارہ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جنت عدن میں چونکہ حضرت آدم اور حوّا علیہما السلام نے شجرۂ ممنوعہ کا پھل استعمال کیا۔ اس لئے خدا نے انہیں یہ سزا دی۔ کہ

"عورت سے کہا۔ کہ میں تیرے حمل میں تیرے درد کو بڑھاؤنگا اور درد سے تو لڑکے جنیگی اور اپنے خصم کی طرف تیرا شوق ہوگا اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔ اور آدم سے کہا۔ اس واسطے کہ تو نے اپنی جورو کی بات سنی۔ اور اس درخت سے کھایا جسکی بابت میں نے تجھے حکم کیا۔ کہ اس سے مت کھانا۔ زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ اور تکلیف کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کھائے گا اور وہ تیرے لئے کانٹے اور اونٹکٹارے اگائیگی۔ اور تو کھیت کی نبات کھائیگا۔ اور اپنے مونہہ کے پسینہ کی روٹی کھائیگا۔" (پیدائش ۳/۱۶-۱۹)

گویا حضرت آدمؑ کے ایک قصور کی وجہ سے تمام دنیا کے مردوں کو تو مونہہ کے پسینہ سے روٹی کھانی پڑی۔ اور حضرت حوّا کے سبب عورتوں کو۔ دردِ زہ سے بچہ جننا پڑا ؞

عدل و رحم میں تضاد

عیسائی کہتے ہیں۔ چونکہ فطرت انسانی میں بوجہ حضرت آدم و حوّا کے اس اثر کے موروثی طور پر گناہ کا سلسلہ چلا آرہا ہے یہاں لئے مقررہ سزا بدستور جاری ہے ؞

اس کے ساتھ ہی عیسائی یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ چونکہ اس گناہ کی وجہ سے تمام نسل آدم گنہگار ہوگئی۔ اور گناہ کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھی سزا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کے عدل کے ماتحت تمام لوگ سزا کے مستحق ہیں۔ لیکن چونکہ وہ رحیم بھی ہے۔ اور نہیں چاہتا۔ کہ اپنے بندوں کو سزا دے۔ اس لئے اس مشکل کو حل کرنے کے لئے اس نے اپنا اکلوتا "یسوع مسیح" بھیجا۔ جو بے گناہ تھا۔ وہ نوع انسان کے لئے قربان ہو کر سب کو نجات دے گیا۔ اب جو شخص یسوع مسیح کی صلیبی موت پر ایمان لے آئے۔ اور اس بات پر یقین رکھے۔ کہ وہ گنہگاروں کے لئے قربان ہوگیا۔ وہ نجات پاجائیگا ؞

ہمیں اس وقت مسئلہ کفارہ کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی یہ کہنے کی ضرورت ہے۔ کہ بے گناہ یسوع کو سزا دے کر اللہ تعالےٰ کا عدل و انصاف کیونکر قائم رہا۔ بلکہ اس موقعہ پر ہم حضرت حوّا کی بیٹیوں کو دردِ زہ ہونے کی فلاسفی پر غور کرنا چاہتے ہیں ؞

عیسائی مردوں اور عورتوں کو سزا

عقلاً اگر کوئی مسئلہ صحت کے تمام لوازم اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ تو اس کا پہلا اثر ان لوگوں پر ہونا چاہیئے۔ جو اسے جزو ایمان قرار دیتے ہیں۔ ہم اگر بفرض محال اس امر کو تسلیم بھی کرلیں۔ کہ یسوع مسیح دنیا کو گناہوں سے نجات دلانے کے لئے آیا تھا۔ اور جن لوگوں نے ان کی قربانی پر ایمان رکھا۔ وہ گناہوں سے نجات پاگئے۔ تو اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی نظر آنا چاہیئے۔ کہ یہی مرد اور عورتیں گناہ کی مقررہ سزا سے بچ گئی ہوں۔ اگر فی الواقعہ عیسائی مرد اور عیسائی عورتیں یسوع مسیح پر ایمان لاکر گناہوں کی سزا سے بچ گئیں۔ تو ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ انہیں موروثی گناہ کی سزا ملتی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ملتی۔ تو اس کا ثبوت پیش کریں۔ اور اگر ملتی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ سزا ملتی ہے۔ تو وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح نے انہیں گناہوں سے نجات دیدی گناہ کی سزا یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ مرد "اپنے مونہہ کے پسینہ کی روٹی کھائیگا"۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ سزا نہ صرف معمولی درجہ کے عیسائیوں کو باوجود یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے کے مل رہی ہے۔ بلکہ بڑے بڑے پادریوں کو بھی جو کلیسیا کی روح ہیں۔ ملتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی دنیا میں روزی کمانے کے لئے متعدد قسم کی مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ انہیں کیوں یہ سزا ملتی ہے؟ کیا وہ یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان نہیں رکھتے۔ کیا انہیں کفارہ پر یقین نہیں۔ اگر ہے۔ اور باوجود یقین اور ایمان کے سزا اسی طرح مل رہی ہے۔ جس طرح کفارہ پر ایمان نہ لانے والوں کو۔ تو معلوم ہوا۔ یہ مسئلہ ہی من گھڑت ہے ؞

پھر عورتوں کے متعلق کہا گیا تھا۔ کہ وہ حوّا کی سزا کے نتیجہ میں دردِ زہ کے ساتھ اولاد جنیں گی۔ کیا کوئی ایسی عیسائی عورت ہے۔ جسے بچہ جنتے وقت یہ تکلیف نہ ہوتی ہو۔ اگر عیسائی عورتیں اس سزا سے نہ بچ سکیں اور انہیں کفارہ پر ایمان رکھنے نے اس تکلیف سے جو بطور سزا انہیں ملی تھی۔ محفوظ نہ رکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ مسئلہ ہی غلط ہے۔ جس پر ایمان لانا کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرسکتا۔

محنت سے روزی حاصل کرنے والے

پھر ایک اور پہلو بھی ایسا ہے۔ جس سے اس عقیدہ کا باطل ہونا ثابت ہے۔ اور وہ یہ کہ ہر مذہب و ملت کے لوگوں میں حتیٰ کہ دہریوں میں بھی جو خدا کی ہستی کے ہی قائل نہیں۔ ایسے لوگ دکھائی دیتے ہیں۔ جنہیں کھانے پینے کے لئے پسینہ بہانے اور محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انہیں بیٹھے بٹھائے کھانے کو مل جاتا ہے۔ ان کا گزارہ اپنی آمد پر نہیں ہوتا۔ بلکہ دوسروں کی آمد پر ہوتا ہے۔ اگر بائیبل کا پیشکردہ نظریہ صحیح اور درست ہوتا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ ہر شخص اپنے مونہہ کے پسینہ سے روٹی کھاتا۔ لیکن جب ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک معتدبہ حصّہ اس سے مستثنیٰ نظر آتا ہے تو معلوم ہوا۔ یہ خیال ہی غلط ہے۔ اسی طرح وہ عورتیں جو ساری عمر شادی نہیں کرتیں۔ یا جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا۔ کہ دردِ زہ کیا ہوتا ہے۔ حالانکہ انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا۔ کہ کفارہ کیا چیز ہے۔ اور اس پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے۔ ان کا دردِ زہ سے محفوظ رہنا بتاتا ہے۔ کہ کفارہ کا عقیدہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا ؞

حیوانات کو دردِ زہ

پھر ولادت پر دردِ زہ کی تکالیف صرف عورتوں سے مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ گائے بھینس بکری وغیرہ کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ یہی حال پرندوں کا ہوتا ہے۔

پس دردِ زہ کو صرف حوّا کی بیٹیوں تک محدود نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کی وسعت حیوانات وغیرہ کو بھی اپنے دائرہ کے اندر لئے ہوئے ہے۔ جب یہ ایک طبعی قانون ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ اگر اس امر کو تسلیم کرلیا جائے۔ کہ عورتوں کا دردِ زہ حوّا کے قصور کی سزا ہے۔ تو باقی مادہ حیوانات کا ولادت کے وقت تکلیف اٹھانا ان کے کس جرم کی سزا ہے۔ لیکن اگر وہ معصوم ہو کر دردِ زہ میں مبتلا ہوسکتی ہیں۔ تو عورتوں کے دردِ زہ کو کیوں حوّا کی کمزوری کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے ؞

حضرت مریم کا دردِ زہ

قرآن مجید نے عیسائیت کے اس اعتقاد کی نہایت ہی عمدہ طریق پر تردید کی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے ذکر میں حضرت مریم صدیقہ رضؓ کے متعلق آتا ہے۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۔ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۔ دمریم) حضرت مریم حاملہ ہوئیں۔ اور ایک دور کے مکان میں جا ٹھہریں۔ پھر انہیں دردِ زہ ایک کھجور کے تنے تک کھینچ لے آیا۔ اور شدت کرب میں انہوں نے بے اختیار کہا۔ کاش میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی۔ اور لوگوں کے ذہنوں سے فراموش ہوچکی ہوتی۔

قرآن مجید نے فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ کہکر عیسائیت کے اس مسئلہ پر کاری ضرب لگائی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اگر یسوع مسیح دنیا کو ہر قسم کے گناہ کی سزا سے بچانے کے لئے آیا تھا۔ تو ضروری تھا۔ کہ سب سے پہلے وہ مقدسہ جس کے بطن سے وہ تولد ہوا گناہ کی اس سزا سے کم از کم اس وقت تو بچائی جاتی۔ جب مسیح دنیا میں ظہور پذیر ہورہا تھا۔ جب اس وقت نجات دہندہ کی والدہ بھی اس سزا سے بچ نہ سکی۔ جو بابل

نظارتوں کے اعلانات

رپورٹ نظارت دعوۃ و تبلیغ

بابت ماہ اپریل ۱۹۳۲ء

ماہ اپریل میں بذریعہ مبلغین ہندوستان میں جو تبلیغی کام ہوا۔ وہ مختصراً برائے آگاہی احباب درج ذیل ہے۔

صوبہ پنجاب

علاقہ امرتسر:۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے تنظیم جماعت لاہور و فیروزپور کا کام کیا۔ ضلع گورداسپور کا بھی دورہ کیا۔ اور انصار اللہ تیار کئے۔ ان ایام میں مولوی صاحب نے ۱۰ تقریریں کیں۔ اور ۱۵ انصار اللہ بنائے۔

بیٹ ضلع گورداسپور:۔ مولوی محمد صالح صاحب نے عرصہ زیر رپورٹ میں ۱۵ لیکچر دیئے۔ ۱۵ دیہات کا دورہ کیا۔ ۱۰ افراد عرصہ زیر رپورٹ میں داخل سلسلہ ہوئے۔ غیر احمدیوں سے بھینی میلواں میں اور کوٹلہ گجراں میں عیسائیوں سے مناظرے ہوئے۔ ایک تبلیغی وفد جو قادیان سے بیٹ میں گیا۔ اور ۵ دن رہا۔ اس کے ہمراہ تبلیغی دورہ کیا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ۷۰ میل کا پیدل سفر کیا گیا۔

تبلیغی دورہ:۔ مولوی احمد خاں اور مولوی محمد فضیل صاحب نے نارووال۔ کوہاٹ۔ پشاور۔ گنجیاںیاں۔ گمٹو کے قلعہ صوبہ سنگھ داتہ زید کا میں تنظیم جماعت کے علاوہ تبلیغی کام بھی کیا۔ بعض تنازعات میں مصالحت کرائی۔

علاقہ منٹگمری:۔ مولوی علی محمد صاحب نے بدو ملہی میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے آخری فیصلہ پر مناظرہ کیا۔ نیز آپ نے مجوکہ اور بدوملہی میں تقریریں کیں ۵ کس داخل سلسلہ ہوئے ۱۵ غیر احمدیوں سے ملاقات کر کے تبلیغ کی۔ گیانی واحد حسین صاحب نے میاں چنوں۔ دیوا سنگھ حسن پورا و غیرہ میں تقریریں کیں۔

علاقہ ملتان:۔ مولوی عبد الواحد صاحب مولوی فاضل نے کوٹ لدے۔ حسن پور رہیڈ ورکس اور ملتان کا دورہ کیا۔ آریوں سے ایک مناظرہ اور ۱۲ معززین سے ملاقات کی۔ ۸ تقریریں کیں۔ ایک صاحب داخل سلسلہ ہوئے۔ تین اصحاب کے نام اخبار جاری کرائے گئے۔

علاقہ دہلی:۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب دس دن رخصت اتفاقیہ پر رہے۔ بقیہ ایام خاص دہلی میں ۸۳ معززین کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ نیز عرصہ زیر رپورٹ میں دہلی پہاڑ گنج میں ان کے ۳ لیکچر ہوئے۔

علاقہ انبالہ:۔ مولوی محمد حسین صاحب نے عرصہ زیر رپورٹ میں لدھیانہ میں ۴ تقریریں کیں۔ میر مدثر شاہ صاحب مبلغ غیر مبائعین سے دو دن مباحثہ ہوتا رہا۔

متفرق:۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے عرصہ زیر رپورٹ میں بدوملہی۔ مالو کے۔ سیالکوٹ وزیر آباد۔ جموں وغیرہ میں ۲۲ تقریریں اور مناظرے کئے۔

صوبہ سرحد

صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مہتمم تبلیغ صوبہ سرحد مقیم ٹوپی کی تبلیغی مساعی کا خلاصہ یہ ہے۔ ۹ خطوط لکھے گئے۔ ۲۱۵ ملاقاتیں کیں۔ ۷ تقریریں کیں۔ عام رنگ میں ۲۲ مواقعہ پر تبلیغ کی گئی۔ دعوت کے ذریعہ ۲۲ دفعہ علاج معالجہ کے موقعہ پر ۷ اخبار۔ ۶ ۔ ۷ کتب کی اشاعت کی گئی۔ ۹ ۲ گاؤں میں تبلیغ کی گئی۔

مانسہرہ ایبٹ آباد:۔ مولوی عبد الواحد صاحب نے بالاکوٹ میں اشتہار تقسیم کئے۔ پرائیویٹ ملاقاتوں میں تبلیغ کی۔

صوبہ سندھ

کمال ڈیرہ رانی پور:۔ تونسہ شریف خیرپور روہڑی وغیرہ تیس دیہات کا دورہ عرصہ زیر رپورٹ میں مولوی مبارک احمد صاحب نے کیا۔ چھ اصحاب داخل سلسلہ ہوئے تبلیغی ٹریکٹ بھی بہت مقامات پر تقسیم کئے گئے۔ اور چندہ کے لئے بھی تحریک کی گئی۔

یو۔ پی

مولوی جلال الدین صاحب نے متعدد دیہات و قصبات میں تبلیغ کی۔ ۴۰ کس کے قریب غیر احمدیوں کو ملاقات کے موقعہ پر تبلیغ کی گئی۔ بعض جگہ باترجمہ قرآن پڑھاتے ہیں۔ موضع رودی میں چند افراد داخل سلسلہ ہوئے ہیں رسانڈ میں مولوی عبد الحی اور مولوی افضال احمد صاحب مصروف تبلیغ ہیں۔ آپ احمدیہ مدرسہ میں بچوں کو بھی پڑھاتے ہیں اور انہوں نے ۱۱ تقریریں کیں۔

صوبہ بنگال

مولوی ظہور حسین صاحب نے کلکتہ اور اس کے مضافات میں تبلیغ کی۔ آپ درس قرآن مجید دیتے ہیں۔ ایک ہزار تبلیغی اشتہار مولوی صاحب کی تحریک پر جماعت نے شائع کیا۔ کشمیر کے لئے چندہ بھی جمع کیا گیا۔ ۳ نئے اصحاب اچھے تعلیم یافتہ داخل سلسلہ ہوئے۔ مولوی ظل الرحمٰن صاحب نے ڈھاکہ و برہمن بڑیہ میں تبلیغ کی۔ ایک تبلیغی کتاب شائع کی۔ منشی عبد اللطیف صاحب مولوی عبد الرحمٰن صاحب کی مساعی قابل شکریہ ہیں۔

مولوی غلام احمد صاحب مجاہد علاوہ تبلیغی مہمات میں مصروفیت کے درس اور تصنیف کے کام میں بھی روزانہ کئی گھنٹے خرچ کرتے رہے۔

سید سعید احمد صاحب مبلغ پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ بنگال نے ۱۲ مقامات کا تبلیغی دورہ کیا۔ تبلیغ احمدیت کے علاوہ نظارت بیت المال کا کام بھی ساتھ ساتھ کرتے رہے۔ ایسا ہی حیدر آباد دکن میں بھی خطبات اور ملاقاتوں کے ذریعہ تبلیغ جاری رہی۔ احمدیہ ہال میں لیکچر ہوتے ہیں۔ اشتہارات بھی تقسیم کئے جاتے ہیں لوگ بڑے شوق سے شامل جلسہ ہوتے رہے۔

سیلون

کالی کٹ۔ کانانور۔ پینگاڑی۔ میں مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری نے تبلیغی دورہ کیا۔ کانانور میں احباب کو جمع کر کے تقریر کی گئی۔ الفضل کے بعض ضروری مضامین کا ترجمہ کر کے سنایا گیا۔ کالی کٹ میں مطبوعہ اشتہارات کے ذریعہ لیکچروں کا اعلان کیا گیا۔ مخالفین نے سخت مخالفت کی۔ پہلے ۲ گھنٹہ مولوی صاحب نے تقریر کی۔ ۲ گھنٹے متواتر مخالفین سنگ باری کرتے رہے۔ اس وجہ سے جلسہ گاہ کو جو ایک دوست کا مکان تھا بہت نقصان پہونچا۔

اچھوت اقوام

ٹھیکری والہ۔ ڈلہ۔ کاہنووان۔ قادیان۔ جیمیہ وغیرہ دیہات میں اچھوت اقوام میں شیخ حمید اللہ صاحب نو مسلم نے دورہ کیا اور طلباء کی تعلیم کے لئے کوشش کی۔ ایک مدرسہ بھی اچھوت اقوام کے لئے جاری ہے۔

آنریری مبلغین

آنریری طور پر کام کرنے والوں میں بالخصوص ملک الطاف خان صاحب قادیانی مولوی نظام الدین صاحب رنگپوری (بہاولپور) منشی برکت علی صاحب جائنٹ سکرٹری لکھنؤ۔ مرزا مبارک بیگ صاحب اور سید عبد اللطیف صاحب قابل ذکر ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ان حضرات نے تبلیغ میں خاص طور پر حصہ لیا۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء عنا و عن جمیع المسلمین

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

آریہ سماجیوں کی بدعہدی

مذہبی کانفرنس میں احمدی نمائندہ کو مضمون نہ پڑھنے دیا گیا

آریوں کی طرف سے دعوت

آریہ سماج گوالمنڈی لاہور نے اپنے سالانہ جلسہ کا جو اشتہار شائع کیا۔ اس میں ایک مذہبی کانفرنس اور ایک مناظرہ کا بھی اعلان کیا۔ پھر ان کے سیکرٹری نے ایک چٹھی کے ذریعہ بھی ہمیں اطلاع دی کہ مذہبی کانفرنس ۱۲ مئی کو منعقد ہوگی۔ جس کا مضمون "خدا کی عبادت کیوں اور کیسے کرنی چاہیئے" ہوگا۔ اور جماعت احمدیہ کو اسلامی نقطہ نگاہ پیش کرنے کی دعوت دی۔ نیز لکھا کہ مضمون تحریری ایک ہفتہ قبل ان کے پاس پہونچ جانا چاہیئے۔ کیونکہ سماج اسے کانفرنس پر شائع کرکے تقسیم کرنا چاہتی ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور نے ان کی اس دعوۃ کو قبول کرلیا اور انہیں اپنے نمائندہ کا نام اور مضمون کی تیاری کے متعلق اطلاع دیدی۔ سماج کے مجوزہ مناظرہ کی شرائط طے کرنے کے لئے بار بار کہا گیا۔ مگر ان کی طرف سے ہماری متواتر چٹھیوں کی کے جواب میں صدائے برنخواست رہی

آریہ سکرٹری سے گفتگو

آخر کار ہمارا ایک وفد سکرٹری سماج کے مکان پر گیا۔ اور ان سے فیصلہ ہوا۔ کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے کانفرنس کا مضمون طبع شدہ ان کو وقت کانفرنس سے چند گھنٹے قبل پہنچ دیا جائیگا۔ سیکرٹری صاحب نے وعدہ کیا کہ کانفرنس میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ ملک عبدالرحمن صاحب خادم بی۔ اے کا وقت آخری یا آخری سے پہلے ہوگا۔ اس تعیین کی اس لئے بھی ضرورت تھی کہ سماج نے کانفرنس کا وقت ۸ بجے شام لکھا ہوا تھا۔ جو مغرب کی نماز کا وقت ہے۔ اور سماج والے اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ اتنی دور سے کوئی مسلمان مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد روانہ ہوکر ٹھیک آٹھ بجے گوالمنڈی نہیں پہنچ سکتا

جماعت احمدیہ لاہور کے نمائندہ کا مضمون

ہم نے مضمون لکھ کر شائع کردیا۔ اور کانفرنس سے چند گھنٹے قبل حسب وعدہ سیکرٹری سماج کو پہنچا دیا گیا۔ درحقیقت یہی ایک ایسا مضمون تھا۔ جو حسب شرائط لکھا گیا۔ کیونکہ جیسا کہ کانفرنس کے موقعہ پر معلوم ہوا۔ باقی سب نمائندوں نے زبانی تقریریں کیں۔ ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔

جب جماعت احمدیہ کے نمائندہ کو ابتداء کانفرنس ہی میں پرچہ پڑھنے کے لئے سٹیج پر بلایا گیا۔ ہمارا نمائندہ اس وقت موجود نہ تھا۔ آریوں سے کہا گیا کہ نمائندہ ابھی موجود نہیں۔ اسی طرح سناتن دہرم کا نمائندہ بھی غیر حاضر تھا۔ برہمو سماج کا نمائندہ مضمون تیار کرکے نہیں لایا تھا۔ اور جب اسے سٹیج پر بلایا گیا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے ابھی مضمون تیار کرنا ہے۔ اس لئے بعد میں بولوں گا۔ سکھ نمائندہ بھی وہاں موجود نہ تھا۔ عیسائی نمائندہ بھی مضمون لکھ کر نہ لایا تھا۔ بلکہ زبانی تقریر کے لئے طیار ہوکر آیا تھا حالانکہ دعوت نامہ میں صاف طور پر لکھا ہوا تھا۔ کہ مضمون تحریری ہونا چاہیئے۔ جو کانفرنس سے قبل سماج کو پہنچنا چاہیئے۔ تاکہ تمام مضامین چھاپ کر بصورت کتاب شائع ہوسکیں

پریزیڈنٹ کی مداخلت بیجا

پنڈت سوتنترانند صاحب پریزیڈنٹ تھے۔ انہوں نے کہا کہ کانفرنس ۸ بجے سے کر پورے ۱۰ بجے تک ہوگی اور ہر نمائندہ کو بیس بیس منٹ وقت دیا جائیگا۔ کیونکہ کل نمائندے ۶ ہیں۔ جب جماعت احمدیہ کا نمائندہ پورے ۹ بجے وہاں پہنچ گیا۔ اور پریزیڈنٹ کو اطلاع دی گئی۔ تو انہوں نے کہا۔ اب پچاس منٹ کانفرنس کے وقت مقررہ میں سے باقی ہیں اور تین نمائندے ہیں۔ اس لئے میں دس منٹ سے زیادہ کسی کو نہیں دے سکتا۔ حالانکہ ان کے بیان کردہ وقت میں سے بھی ۱۵ - ۱۵ منٹ دئے جاسکتے تھے۔ پریزیڈنٹ صاحب نے کہا۔ چونکہ یہ نمائندے دیر سے آئے ہیں اس لئے دس منٹ سے زیادہ انکو نہیں دئے جاسکتے۔ حالانکہ برہمو سماج کا نمائندہ جو مضمون تیار کرکے نہ لایا تھا۔ اور بلائے جانے پر اس نے کہا تھا بعد میں بولونگا۔ اس کو بھی ۲۲ منٹ دیئے گئے۔ لیکن ہمیں سخت حیرت ہوئی جب ہمیں یہ معلوم ہوا۔ کہ باوجودیکہ ہمارا نمائندہ نو بجے آریہ سماج کے پنڈال میں پہنچ چکا تھا۔ جس کا علم سکرٹری صاحب کی وساطت سے صدر کو ہوچکا تھا۔ اور اس سے پہلے سماج کے سکرٹری لالہ چونی لال صاحب نے مجھ سے وعدہ بھی کیا تھا۔ کہ اگر جماعت احمدیہ کا نمائندہ تدرے دیر سے بھی پہونچے۔ تو اسے آخر میں مضمون پڑھنے کا پورا موقعہ دیا جائیگا۔ اس کے خلاف کیا

احمدی نمائندہ کو وقت نہ دینے کی وجہ

آخر یہ نزلہ مسلمانوں پر ہی کیوں گرا؟ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہ تھی۔ کہ آریہ مسلمانوں کا پرچہ پڑھ چکے تھے اور اپنے نمائندہ کے مضمون کو بھی جانتے تھے۔ کہ اس کی کیا حقیقت ہے؟ ہماری طرف سے اس کے خلاف پروٹسٹ کیا گیا۔ اور سکرٹری صاحب کے وعدہ کا حوالہ دیکر انہیں بتایا گیا۔ کہ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ اس کی ذمہ داری سکرٹری سماج پر عائد ہوتی ہے۔ مگر پریزیڈنٹ صاحب نے ایک نہ سنی۔ اور ہمارے نمائندہ کو وقت نہ دیا۔ انہیں بار بار کہا گیا۔ کہ ہمیں آپ لوگوں نے خود مدعو کیا ہے۔ اس لئے وقت دینا آپ کا اخلاقی فرض ہے۔ اگر آپ بیس منٹ نہیں دے سکتے۔ تو دس منٹ ہی دیدیں۔ تاکہ ہمارا مضمون جتنا بھی پڑھا جاسکے پڑھا جائے۔ مگر چونکہ وہ پورے طور پر فیصلہ کرچکے تھے۔ کہ مسلمانوں کو وقت نہ دیا جائے اس لئے انہوں نے ہمارے مطالبہ کی طرف سے آنکھ بند کرلی اور کوئی جواب نہ دیا۔ آخر پریزیڈنٹ نے کانفرنس بجائے دس بجے کے ۹ بج کر ۵ منٹ پر ختم کردی۔ اور آریہ سماج کے نمائندہ کو بجائے دس یا بیس منٹ کے پورے ۳۵ منٹ دئے۔

پبلک کا مطالبہ

اس پر پبلک نے پر زور مطالبہ کیا۔ کہ ابھی تک کانفرنس کا وقت ختم نہیں ہوا۔ اس لئے جتنا وقت باقی رہتا ہے وہ جماعت احمدیہ کے نمائندہ کو پرچہ پڑھنے کے لئے دیا جائے۔ اور نمائندہ مذکور نے بھی یہی کہا۔ کہ دس منٹ ہی دے دیجئے۔ مگر پریزیڈنٹ صاحب سٹیج چھوڑ کر نو دو گیارہ ہوگئے۔ پبلک کا اکثر حصہ جس میں مسلمانوں کے علاوہ تعلیم یافتہ ہندو بھی شامل تھے۔ وہیں موجود رہا اور سماج کی غلطی کے خلاف احتجاج بلند کرتا رہا۔ آخر مسلمان وہیں بیٹھ گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم مضمون سن کر جائینگے۔ اس پر جب نمائندہ جماعت احمدیہ اپنا چھپا ہوا مضمون پڑھنے لگا۔ تو سماجیوں نے گھنٹی بجانی شروع کردی اور کہا کہ خواہ کچھ ہوجائے مضمون پڑھنے نہیں دینگے۔ اس پر کئی تعلیم یافتہ ہندوؤں نے انہیں ملامت کی۔ اور کہا کہ تمہیں گھر بلا کر اس طرح تنگ دلی نہیں دکھانی چاہیئے تھی۔ اور مسلمانوں کو وقت دیدینا چاہیئے تھا۔ مگر سماجی کسی قیمت پر بھی مضمون کا پڑھا جانا منظور نہ کرسکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے صاف انکار کردیا۔ اور ہمیں وہاں سے چلے جانے کیلئے کہا

آریہ سماج کو چیلنج

جماعت احمدیہ کے نمائندہ ملک سعید الرحمان صاحب نے سماج کو چیلنج دیا۔ کہ اگر تم مضمون پڑھانا پسند نہیں کرتے۔ تو اسے رہنے دو۔ آؤ اپنے شایع کردہ چیلنج مناظرہ کے مطابق اس وقت اس میدان میں مناظرہ کر لو۔ اور اپنے نمائندہ کو سامنے نکالو۔ تاکہ اسلام اور ویدک دہرم کا صحیح موازنہ ہو سکے۔ مگر آریہ سماجی اس وقت گھبراہٹ اور بدحواسی کا مجسمہ نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے ایک نہ مانی۔ آخر مسلمان نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے وہاں سے چلے آئے۔

آریوں کی بہانہ سازی

احمدی نمائندہ کا مضمون روکنے کے لئے بہانہ یہ بنایا گیا کہ ان کا نمائندہ دیر سے آیا۔ حالانکہ سکرٹری صاحب نے اس بارہ میں کوئی خاص ہدایت نہ دی ہوئی تھی۔ کہ فلاں وقت تک نمائندہ پہنچ جائیں۔ اور پھر سکرٹری سماج مجھ سے وعدہ کر چکے تھے۔ کہ اگر احمدی نمائندہ دیر سے بھی پہنچے۔ تو اسے مقررہ وقت دیا جائیگا۔ اور یہی اصول دوسرے نمائندوں کے ساتھ برتا گیا۔ پس اگر دیر سے آنے کی یہی سزا تھی۔ تو پھر سناتن دہرم اور دیو سماج کے نمائندہ کو کیوں بیس منٹ سے زائد وقت دیا گیا۔ جو دونوں وقت پر موجود نہ تھے۔ اور دیر سے پنڈال میں پہنچے۔ (۲) اگر انتظامی پہلو کو ہی مد نظر رکھنا تھا۔ تو کیوں ان لوگوں کو بولنے کی اجازت دی گئی۔ جو مضمون حسب شرائط دعوت نامہ لکھ کر نہ لائے تھے (۳) جبکہ ابھی دس منٹ کانفرنس کا وقت رہتا تھا۔ اور اسلامی نمائندہ مطالبہ کرتا تھا۔ کہ دس منٹ ہی اسے دے دئے جائیں۔ تو اسے مقررہ وقت دینا چاہئے تھا۔ غرض کہ ان سب واقعات سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماج گو الٹی کا ہو نے محض اپنی پردہ دری کے ڈر سے مضمون کو روکا۔ مگر مضمون کی مطبوعہ کاپیاں حاضرین میں بکثرت تقسیم کر دی گئیں۔

خاکسار سید دلاور شاہ بخاری مہتمم تبلیغ ضلع لاہور

انجینئرنگ سکول رسول کے متعلق پنجاب کونسل میں سوالات

چیمبر اکبر علی صاحب۔ ایم۔ ایل۔ سی۔ مندرجہ ذیل سوال انجینئرنگ سکول رسول کے متعلق موجودہ اجلاس کونسل میں پیش کریں گے۔

کیا آنریبل وزیر زراعت بتائیں گے

(۱) پچھلے دس سالوں میں گورنمنٹ سکول آف انجینئرنگ رسول کی ہیڈ ڈرافٹسمین کلاس میں کل کتنے لڑکے داخل کئے گئے۔ اور ان میں سے مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی۔ (۲) معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے دو برسوں میں کوئی بھی مسلمان لڑکا اس جماعت میں داخل نہیں کیا گیا۔ (۳) اگر یہ ٹھیک ہے۔ تو گورنمنٹ اسکے متعلق کیا کارروائی کرے گی۔ (نامہ نگار)

ریاست جموں و کشمیر کے حالات

جموں پولیس اور مسلمان

جموں پولیس اپنی متعصبانہ روش اور مسلم کش پالیسی کی وجہ سے کافی بدنام ہو چکی ہے مسلمانوں کو اس کے خلاف بیشمار شکایات ہیں۔ جن میں سے چند ایک ذیل میں تحریر کی جاتی ہیں۔

(۱) کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے۔ کہ علاقہ میرپور کا ایک ساہوکار جہلم جاتے ہوئے قتل ہو گیا تھا۔ قاتل کے گرفتار نہ ہونے پر پولیس نے بدنامی سے بچنے کے لئے چند مسلمانوں کو گرفتار کر لیا۔ مسلمانوں کی گرفتاری محض اس لئے عمل میں لائی گئی۔ کہ مقتول ہندو تھا۔ مقدمہ ابھی تک چل رہا ہے۔

(۲) بجلی گھر جموں کے قریب ایک مسلمان کی نعش برآمد ہونے پر جموں پولیس نے اس کا پوسٹ مارٹم کرایا۔ اور بعد ازاں ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن نے دفن کرا دی۔ ایسوسی ایشن کے متعدد مطالبوں کے باوجود بھی اس کے نتیجہ سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ محض یہی ہے۔ کہ جائے وقوعہ کے نواح میں ہندو آباد ہیں۔

(۳) مسلمانوں کی مسجد واقع نوآباد کو نذر آتش کرنے والوں کا ابھی تک سراغ نہیں لگایا گیا۔ شاید پولیس یہ زحمت گوارا کرنا مناسب نہیں سمجھتی۔ آخر مسلمانوں کی مسجد تھی۔ کوئی ہندوؤں کا گوردوارہ نہ تھا۔ جسے خود ہندوؤں نے جلایا۔ اور نزلہ بیچارے مسلمانوں پر گرا۔

(۴) جموں کی مساجد میں بم پھینکے گئے۔ اور مسجد چوگان فتوکو آگ لگائی گئی۔ لیکن پولیس ابھی تک ملزمین کو گرفتار کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ مسلمانوں جیسی مردہ قوم کے معابد تھے۔ اور ان مقدس مقامات کے ارد گرد ہندو آبادی کی کثرت ہے۔ اگر اس قسم کی وارداتیں ہندوؤں کے معابد کو پیش آتیں اور ان کے قریب ایک دو گھر بھی مسلمانوں کے ہوتے۔ تو خدا جانے ان کا کیا حشر ہوتا۔

(۵) ہولی کے ایام میں ہندوؤں کے جلوس ایمرجنسی پاورس کے نفاذ کے باوجود نکلتے رہے۔ بد بختی برباد اور اسلام اور حکومت کے برخلاف اشتعال انگیز نعرے بھی لگائے گئے۔ لیکن پولیس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ برعکس اس کے چند مسلمان جمعہ کی تقریب پر نعرہ اللہ اکبر بلند کریں۔ تو پولیس کے بڑے بڑے افسر تک سٹپٹا جائیں اور گرفتاریاں ہوں۔ سزائیں دی جائیں کیا ڈی۔ آئی۔ جی صاحب پولیس جموں بذریعہ اخبار انقلاب۔ یا سیاست۔ الامان یا الفضل ہمیں مطلع فرمائیں گے۔ (نامہ نگار)

مسلمانوں کا یہ جلوس ایمرجنسی پاورس کی خلاف ورزی میں نکالا گیا۔ تو ہندوؤں کے ہولی کے جلوسوں کو کونسا خاص پر لگ گیا تھا۔ کہ وہ اس آرڈی ننس کے تحت نہیں آسکتے۔ (نامہ نگار)

موضع ڈگھور تحصیل سانبہ کے تالاب کا قضیہ

موضع ڈگھور تحصیل سانبہ کے تالاب کا مقدمہ اب وزیر وزارت صاحب جموں کی عدالت میں ہے۔ یہ تالاب زیر نمبر ۳۳۸ رقبہ واقع شاملات دیہہ میں ہے۔ اور اس موضع کے ۱/۴ حصہ کے مالک مسلمان ہیں۔ لیکن ہندو آبادی اپنی کثرت اور ہم مذہب متعصب حکام کے بل بوتے پر مسلمانوں کو تالاب کا پانی استعمال کرنے اور متصل کی مسجد میں نماز ادا کرنے سے روکتی ہے۔ گورنر جموں کے حکم سے وزیر صاحب معہ شیخ محمد امین صاحب صدر ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن جموں۔ اور چوہدری غلام عباس صاحب نمائندہ مسلمانان جموں موقعہ پر گئے۔ وہاں کے مقامی حکام کی موجودگی میں ہندوؤں کو بہتیرا سمجھایا۔ لیکن وہ مفاہمت پر رضامند نہ ہوئے۔ اب وزیر صاحب نے خود فیصلہ کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ آپ انصاف کریں گے۔ اسی سلسلے میں معلوم ہوا ہے۔ کہ پٹوار بو پٹواری ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین صلح نہیں ہونے دیتا اور ہندو محض اسی کی انگیخت پر اڑے ہوئے ہیں۔

جموں میں اخوت اسلامی کا مظاہرہ

محرم کی دسویں تاریخ عظیم الشان تقریب منائی گئی۔ اگرچہ نواح جموں کے دیہاتی مسلمانوں کو شہر میں داخل نہیں ہونے دیا گیا اور شہر کے ہندوؤں نے اس تقریب کے خلاف بھی پروٹسٹ کیا۔ لیکن پھر بھی سالہائے سابق کی نسبت بدرجہا زیادہ رونق تھی۔ اسکے ہر خیال کے مسلمان بکثرت شریک تھے شیعہ حنفی۔ احمدی۔ اہلحدیث اور اسمٰعیلی سب جمع ہوئے۔ اراکین ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن اور رضا کاروں نے بازوؤں پر سیاہ نشان لگائے ہوئے تھے۔ حکام ریاست میں سے گورنر جموں۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اور دیگر مقامی حکام بہ نفس نفیس شریک جلوس ہوئے۔ (نامہ نگار)

نوشہرہ کے لئے سپیشل بنچ

علاقہ نوشہرہ کے سیاسی مقدمات کے لئے جو حال ہی میں ٹریبونل کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اس کے جج ان نوشہرہ پہنچ گئے ہیں رسوائے عالم لبھو رام سارجنٹ اور اس کا رفیق جیونی لال نوشہرہ کی حوالات میں ہیں۔ انہوں نے ایام شورش میں جو مظالم کئے۔ ان کے سلسلہ میں ان کے ذمہ کئی عصمت دری اور زنا بالجبر کے الزامات ہیں۔ اور فرداً فرداً یہ وہ مقدمات بھی ٹریبونل میں جانے والے ہیں۔ بلکہ ابھی سے ان الزامات کا ملاحظہ کر رہی ہے۔ (نامہ نگار)

خریداران الفضل جن کا چندہ ختم ہو گیا

یہ فہرست ان خریداران الفضل کی ہے۔ جن کا چندہ ۱۶ مئی تا ۱۵ جون کے مابین کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر یہ صاحبان اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر یا دستی بھیجدیں تاکہ ہم وی پی کے نقصان واپسی اور آپ ۵ آنے کے زائد خرچ سے محفوظ رہیں۔ وی پی دس روز امانت میں رکھا جا سکتا ہے۔ کوئی صاحب یہ نہ خیال کریں کہ ان کا سابقہ چندہ مقررہ تاریخ سے پہلے ختم سمجھا جائیگا۔ (مینیجر الفضل)

نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام
34	مرزا برکت علی صاحب	3430	منشی عبدالعزیز صاحب
129	حکیم محمد قاسم صاحب	3471	جناب محمد نوشہ خانصاحب
130	میاں محمد یوسف صاحب	3472	جناب ہدایت اللہ صاحب
131	چوہدری نذیر احمد صاحب	3582	جناب عبدالرحمن صاحب
145	ایچ ایم سید عبدالوحید صاحب	3708	ناظر الدین صاحب
150	بابو محمد افضل صاحب	3779	بابو محمد امین صاحب
181	منشی غلام حیدر صاحب	3842	جناب رفیع الدین احمد صاحب
210	مسٹر خیر الدین صاحب	4189	بابو فضل الٰہی صاحب
412	اخوند محمد افضل صاحب	4191	قمر الدین صاحب
449	مولوی محمد الدین صاحب	4405	محمد حنیف خانصاحب
786	منشی فضل الٰہی صاحب	4418	خانصاحب منشی برکت علی صاحب
848	مولوی سراج الحق صاحب	4437	جناب غلام احمد صاحب
870	مولوی نیاز محمد صاحب	4450	منشی محمد عبداللہ صاحب
1741	میاں جان محمد صاحب	4479	پیر محمد اکبر صاحب
1793	شیخ کریم اللہ صاحب	4710	جناب غلام نبی صاحب
1798	ایم محمد سعید صاحب	4843	منشی کظیم الرحمن صاحب
1817	بابو اللہ بخش صاحب	4885	ڈاکٹر عبدالکریم صاحب
2343	جناب محمد ابراہیم صاحب	4925	ایم عبدالرحیم صاحب
2498	جناب عنایت حسین خانصاحب	5190	بابو محمد طفیل صاحب
2547	سید شجاعت حسین صاحب	5224	منشی غلام محمد صاحب
2584	چوہدری نعمت اللہ صاحب	5231	چوہدری محمد بخش صاحب
2516	جناب سلطان احمد صاحب	5216	جناب خلیل شاہ صاحب
2730	بابو محمد سعید صاحب	5329	جناب سعدالدین صاحب
2740	چوہدری عطاء محمد صاحب	5515	جناب احتیاج علی صاحب
2835	عزیز اللہ خانصاحب	5682	جناب عبدالشکور صاحب
2985	چوہدری غلام نبی صاحب	5769	جناب اللہ دتا صاحب
5778	محمد عبدالستار صاحب	7981	نواب ادیب یار جنگ صاحب
5782	جناب نور احمد صاحب	7993	چوہدری محمد حسین صاحب
5784	جناب یوسف خانصاحب	8001	جناب صغیر احمد صاحب
5974	جناب محبوب علی شاہ صاحب	8009	بشیر احمد صاحب
5980	ماسٹر مولاداد صاحب	8020	محمد عبدالعزیز صاحب
6112	کے بی احمد صاحب	8036	نصیر احمد صاحب
6122	جناب عبدالرشید صاحب	8150	منشی غلام محمد صاحب
6304	شیخ محمد حسین صاحب	8184	قریشی نثار احمد صاحب
6394	مرزا مبارک بیگ صاحب	8260	قاضی محمد عمر خانصاحب
6343	بابو احمد جان صاحب	8261	میاں مددعلی صاحب
6592	جناب محمد خانصاحب	8299	چوہدری فضل داد خانصاحب
6900	ملک بہادر خانصاحب	8300	حکیم فتح دین صاحب
6921	منشی حشمت علی صاحب	8366	شیخ عبدالرحمن صاحب
7038	پیر بشیر احمد صاحب	8409	حکیم سید محمد یسین صاحب
7041	مرزا شریف احمد صاحب	8412	شیخ رحیم بخش صاحب
7062	احمد الدین صاحب	8424	شیخ محمد ابراہیم صاحب
7095	سید اختر الدین احمد صاحب	8442	محمد صادق صاحب
7149	ڈاکٹر محمد رمضان صاحب	8466	غلام نبی صاحب
7182	چوہدری کریم بخش صاحب	8479	اللہ دتہ صاحب
7188	بابو عبدالعزیز صاحب	8515	چوہدری محمد بخش صاحب
7227	فتح محمد صاحب	8516	دانشمند صاحب
7256	محمد اکبر صاحب	8617	مسٹر رفیع الدین خانصاحب
7329	خان بہادر چوہدری	8642	شیخ محمد حسین صاحب
	محمد الدین صاحب	8643	اخوند محمد اکبر خانصاحب
7384	صادق برادر	8644	منور احمد صاحب
7413	شیخ عبدالحلیم صاحب	8646	ممتاز علی صاحب
7461	بابو عبدالغنی صاحب	8647	قادر بخش صاحب
7472	اخوند غلام حسین صاحب	8666	بابو عبدالغفور صاحب
7650	سید مہدی حسن شاہ صاحب	8668	میر امان اللہ صاحب
7681	سید بہادل شاہ صاحب	8669	منشی محمد شریف صاحب
7763	اے آر صوفی	8700	منشی محمد بخش صاحب
7810	ماسٹر غلام محمد صاحب	8720	بابو محمد حنیف صاحب
7858	ملک گل محمد صاحب	8725	غلام رسول صاحب
7913	ڈاکٹر سید اقبال حسین صاحب	8730	صلاح الدین احمد صاحب
7920	مخدوم محمد افضل صاحب	8761	سید ظہور احمد شاہ صاحب
7940	بنگال [illegible] فیکٹری	8764	رکن الدین صاحب
7941	بابو محمد اسماعیل صاحب	8765	چوہدری خادم حسین صاحب
7942	اہلیہ شیخ حامد علی صاحب	8768	مسٹر منشی گلاب خانصاحب
7946	محمد اکرم صاحب	8773	شیخ خادم حسین صاحب
8777	محمد سعید خانصاحب	9216	مولوی برکت علی صاحب
8782	ضیاء الحق صاحب	9217	مستری دین محمد صاحب
8783	بابو سردار احمد صاحب	9224	امیر چھجو بانجی
8785	شیخ عبدالحق صاحب	9229	آفس آف پبلک پروسیکیوٹر
8786	زین الدین صاحب	9231	ایم حبیب اللہ صاحب
8789	میاں محمد یوسف صاحب	9234	چوہدری پیر محمد صاحب
8793	عزیز اللہ خانصاحب	9236	محمد علی صاحب
8797	امام الدین صاحب	9239	میاں فضل کریم صاحب
8810	اے کے احمدی صاحب	9241	جناب محمد عالم صاحب
8844	چوہدری دین محمد صاحب	9242	سید عبدالغفور صاحب
8881	چوہدری غلام محمد صاحب	9247	بابو عطاء اللہ صاحب
8902	اے ایس ساتھی	9253	ماسٹر محمد طفیل صاحب
8911	بابو عبدالواحد صاحب	9255	چوہدری محمد فضل صاحب
8914	غلام مصطفیٰ صاحب	9265	محمد حارث صاحب
8927	مراد بخش صاحب	9266	مہتمم صاحب لائبریری کوہاٹ
8946	شیخ کرم الدین صاحب	9267	محمد شریف خانصاحب
8948	مستری علی محمد صاحب	9273	ملک شیر محمد صاحب
8951	منشی رحمت علی صاحب	9284	محمود احمد شاہ صاحب
9005	ملک محی الدین صاحب	9285	شیخ تجمل حسین صاحب
9006	شیخ انعام اللہ صاحب	9286	سید محمد حسین صاحب کوہاٹ
9074	چوہدری محمد طفیل صاحب	9310	شیخ احمد صاحب
9081	شیخ محمد علی صاحب	9311	میاں محمد عالم صاحب
9082	شیخ اکرام اللہ صاحب		
9089	سبحان علی صاحب		
9093	چوہدری باغ دین صاحب		
9095	منظور احمد صاحب		
9114	منشی محمد حسین صاحب		
9120	علم الدین صاحب		
9121	چوہدری محمد شریف احمد صاحب		
9134	ایں حمید صاحب		
9142	مستری محمد الدین صاحب		
9151	چوہدری فتح الدین صاحب		
9177	محمد یوسف صاحب		
9191	حافظ محمد اشرف صاحب		
9192	حاجی جلال الدین صاحب		
9200	سید عباس حسین صاحب		
9202	سردار فیض اللہ خانصاحب		
9211	جلال الدین صاحب		
9214	مولوی غلام حسین صاحب		

خریداران الفضل کی خدمت میں گزارش

جن احباب کے نام اوپر درج کیے گئے ہیں۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ نہ صرف خود وی پی وصول کرکے شکریہ کا موقعہ دیں۔ بلکہ دیگر احباب کو اخبار کے خریدار بنائیں۔ ہر ماہ قیمت کی وصولی کے لئے جو وی پی کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کئی ایک واپس آجاتے ہیں۔ جس سے اخبار کی مالی حالت پر سخت ناگوار اثر پڑتا ہے اور احباب بھی سلسلہ کے متعلق اہم خبروں۔ علمی مضامین۔ اور سیاسی حالات سے واقفیت حاصل کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔ پس وی پی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سندھ فنانس کانفرنس کی کارروائی ختم ہو گئی ہے اور صدر مسٹر برین ۱۸ مئی کو شملہ روانہ ہو گئے۔ جہاں بہت جلد اپنی رپورٹ حکومت ہند کے پیش کر دیں گے۔

صوبہ سرحد کی کونسل نے ۱۹ مئی کو ڈپٹی پریزیڈنٹ کا انتخاب کیا خان بہادر عبدالرحیم خان صاحب بلا مقابلہ منتخب ہو گئے

لندن کے اخبارات لکھ رہے ہیں۔ کہ ہندوستان کو صوبجاتی خود مختاری ۱۸ ماہ کے اندر اندر دیدی جائیگی اگر وزیر اعظم کی علالت سد راہ نہ ہوتی۔ تو فرقہ دار مسئلہ کا حل اس وقت تک ہو جاتا۔ اب لوتھین کمیٹی کی رپورٹ پیش ہونے پر فیصلہ کر دیا جائیگا۔

گاندھی جی کی یورپین چیلی مس سلیڈ کو تین ماہ قید کی سزا ہوئی تھی۔ جسے پورا کر کے وہ ۱۹ مئی کو رہا ہو گئی اس کی خواہش تھی۔ کہ گاندھی جی سے ملاقات کرے۔ لیکن اس کی اجازت نہ دی گئی۔

بمبئی کی ایک آئرش عورت کو جواب ساوتری دیوی کہلاتی ہے۔ اور مسز جعفر علی کے طور پر مشہور ہے۔ مقدمہ سازش دہلی کے ایک مفرور ملزم یشپال کو پناہ دینے کے الزام میں پانچ سال قید کی سزا دی گئی ہے۔

صوبہ سرحد کی کونسل میں آرڈیننسوں کی تنسیخ اور سیاسی قیدیوں کی رہائی وغیرہ امور کے متعلق سوالات پیش کرنے کے نوٹس دئے گئے تھے۔ لیکن گورنر سرحد نے ان کو پیش کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔

پونا اور اس کے مضافات میں ۸ مئی کی شام کو ایسا خوفناک طوفان باد آیا۔ کہ گاڑیاں رک گئیں۔ تار ٹوٹ گئے شہر میں اندھیرا چھا گیا۔ مکانات گر گئے۔ اور کئی ایک جانیں ضائع ہو گئیں۔

کانگریس کے بعض رضا کار ۸ مئی کو وردیاں پہن کر آباد کے بازاروں میں نکلے اور پولیس کنسٹیبلوں کے ایک طرف ہو کر ان کی جگہ ٹریفک کا کام کرنے لگے لیکن جلد ہی گرفتار کر لئے گئے۔

جمعیتہ العلماء دہلی کے ڈکٹیٹر مولوی نور الدین کو حکام کو نوٹس دیا گیا تھا۔ کہ ۲۴ گھنٹہ کے اندر شہر سے نکل جائے۔ اس کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا

اور آرڈیننس کے ماتحت دو سال قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے۔

اخبار زمیندار کے مالک مولوی ظفر علی نے سابق ملازمین کی مزدوریاں باوجود وعدہ کرنے کے لئے ۱۵ مئی کو ادا نہیں کیں۔ اس لئے ان لوگوں نے اس کے دفتر کے سامنے دوبارہ ستیہ گرہ شروع کر دی ہے

بمبئی سے ۲۰ مئی کی خبر ہے کہ شہر کی حالت بہتر ہو رہی ہے صرف چند ایک اکے دکے حملے ہوئے۔ پولیس قریباً ۱۲ سو بدمعاشوں کو گرفتار کر چکی ہے۔ اس تاریخ تک ۱۴۵ اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور مجروحین کی تعداد ۱۲۵۷ ہے۔ مقتول مسلمانوں کی تعداد ۵۰ بیان کی جاتی ہے۔

کلکتہ کے مشہور لیڈر اور پرانے اخبار نویس مسٹر بپن چندر پال ۷۶ برس کی عمر میں سکتہ کے مرض سے ۲۰ مئی کو انتقال کر گئے

ریاست جموں کی جاگیر چنینی میں ہندو سبھا کو خلاف قانون قرار دینے کی اطلاع گذشتہ پرچہ میں دی جا چکی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اپیل پر لٹا کر تارا سنگھ مسٹر شیر سنگھ نے یہ پابندی دور کر دی ہے۔

میرٹھ سے ۱۹ مئی کی خبر ہے کہ متعدد مقامات پر کسی فتنہ پرداز نے ٹیلیگراف کے تار کاٹ ڈالے۔

سرحدی کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سرکاری ممبر نے بتایا۔ کہ عبدالغفار خان کو تنہائی کی کوٹھڑی میں نہیں رکھا گیا۔ اگرچہ انہیں دوسرے قیدیوں کے ساتھ ملنے کی اجازت نہیں۔ لیکن کتابیں اور اخبارات انہیں مہیا کئے جاتے ہیں۔

راولپنڈی میں بھی ڈسکہ کی طرح ایک گوردوارہ کے متعلق سکھوں اور ہندوؤں کا تنازعہ ہے۔ اگرچہ عدالت عالیہ بھی سکھوں کے خلاف فیصلہ دے چکی ہے لیکن اکالی قبضہ نہیں دیتے۔ اور انہوں نے یہاں بھی ڈسکہ کی طرح مورچہ لگانے کی دھمکی دی ہے۔

سری نگر سے ۲۰ مئی کی ملاپ کی اطلاع ہے کہ تمام نوجوان جو شورش بپا کرنے جلسہ کرنے اور جلوس نکالنے کے سلسلہ میں گرفتار کئے گئے۔ رہا کر دئے گئے ہیں مسلمانوں اور ہندوؤں کے متعلق ایک ہی حکومت کے سلوک میں اس قدر نمایاں تفاوت حیرت انگیز امر ہے

لکھنؤ سے ۱۸ مئی کی اطلاع ہے کہ ضلع اناؤ میں آتش زدگی کی مسلسل وارداتیں ہو رہی ہیں۔ اور ۲۳ گاؤں کلیتہً آگ کی نذر ہو چکے ہیں۔ جائداد کے نقصان کے علاوہ ۱۹ جانیں بھی ضائع ہو گئیں۔

پٹنہ کے قریب ایک گاؤں میں مسلمانوں نے ایک مندر کے قریب تعزیہ رکھدیا۔ جس پر ہندو سورے طیش میں آ کر ان پر پل پڑے۔ اور فساد ہو گیا۔ جس میں دو دکانیں لوٹ لی گئیں نقصان کی تفصیل تاہنوز موصول نہیں ہوئی۔

شملہ کی ایک خبر مظہر ہے کہ حکومت افغانستان چمن قندھار سڑک کی مرمت کر رہی ہے۔ اور دریائے کابل پر دو پل تعمیر کرنے کے احکامات بھی صادر کر دئے ہیں۔

یو۔ پی گورنمنٹ نے اپنے بجٹ میں ۴۰ ہزار روپیہ اس غرض سے رکھا ہے کہ اس سے ہر سال چھ سو اچھوت لڑکوں کو تعلیم کے لئے وظیفے دئے جائیں۔ دوسری حکومتوں کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہئیے۔

ہندو مہاسبھا کا ایک وفد وزیر اعظم کشمیر سے ملنا چاہتا تھا۔ لیکن وزیر اعظم نے ڈاکٹر مونجے کو لکھا ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر ہندو مہاسبھا کے وفد کی ملاقات میرے ساتھ یا مہاراجہ کے ساتھ قطعاً غیر ضروری ہے۔

۱۲ مئی کو ایسوسی ایٹڈ پریس نے نئی دہلی سے اطلاع دی ہے کہ نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان کو سر فضل حسین کا عہدہ پیش کیا گیا۔ اور آپ نے اسے منظور کر لیا ہے سر فضل حسین ۱۸ جون سے رخصت پر جا رہے ہیں۔

کانگریس کے اجلاس دہلی کی صدارت کرنے کی وجہ سے سیٹھ رنچھوڑ لال کو گرفتار کیا گیا۔ اب آرڈیننس کے ماتحت آپ کو نو ماہ قید بامشقت اور ۵ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی ہے۔

۱۲ مئی کو سرحدی کونسل کے اجلاس میں متعدد ممبروں نے حکومت سے درخواست کی۔ کہ سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ حکومت کی طرف سے بتایا گیا۔ کہ اگر لیڈروں نے خطرات دور کرنے میں حکومت کی مدد کی تو ایسی تمام سہولتیں مہیا کی جائینگی

بمبئی میں ایک مصالحت کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ جس کے ممبر مولانا شوکت علی بھی تھے۔ ہندو اخبارات نے مسلم رضا کاروں پر فساد انگیزی کا الزام لگایا تھا۔ اور مولانا اس کی تردید میں ایک بیان شائع کرنا چاہتے تھے۔ چونکہ مصالحت کمیٹی اس کی اجازت نہ دیتی تھی۔ اس لئے آپ اس سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

عدن ۱۹ مئی۔ فرانسیسی جہاز جارجس فلپر کے جس میں حال ہی میں آگ لگ گئی تھی ۷۶۷ مسافروں میں سے ابھی تک ۰۰ مسافر لاپتہ ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے ان میں سے کئی بعض کے زندہ ہونے کی امید ہے۔

شملہ ۲۰ مئی حکومت نے چوہدری دیارام بیرسٹر ایٹ لا اکسٹرا اسسٹنٹ

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی